ردِّ نصیریت

مصنف: خطیب اہلبیت مولانا سید محمد اصغر صاحب قبلہ
ترتیب وحواشی: خطیب اہل بیت سید ناصر مہدی رضوی

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنَ الْمُتَمَسِّکِیْنَ بِوِلَایَۃِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

اصول دین جن اعتقادات کے مجموعہ کا نام ہے اس میں ''ولایت معصومین علیہم السلام'' بہت اہمیت رکھتی ہے ولایت کا مقصد صرف زبانی ادعائے محبت نہیں ہے بلکہ ادعائے اطاعت ہے۔ افراط وتفریط ہر چیز میں نقصان کا باعث ہے ولایت معصومینؑ کے بارے میں جب ہم دیکھتے ہیں تو عہد معصومینؑ سے ہی ایک طبقہ افراط اور دوسرا طبقہ تفریط کا شکار رہا ہے۔ اگر ایک طبقہ کا تعلق نصیری، غالی اور مفوضہ سے رہا ہے تو دوسرے طبقہ کا تعلق مقصرین سے رہا ہے۔ اول الذکر طبقہ محبت کے جھوٹے دعوں کے ساتھ ساتھ عقائد باطلہ رکھتا ہے اور شرک وکفر کرتا ہے اور الوہیت کو غیر خدا سے منسوب کرتا ہے اور (معاذ اللہ) معصومینؑ کے لئے الوہیت کا قائل ہے۔ جب کہ قرآن کریم میں واضح اعلان ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (۱) اَللّٰهُ الصَّمَدُ (۲) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ (۳) وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (۴)

اے رسول کہہ دیجئے وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کو کسی نے پیدا کیا، اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے۔

يَا اَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ۔ (نساء-۱۷۱)

اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ کے حق کے بارے میں بات نہ کہو مگر جو حق ہو۔

شرک بہت بڑا گناہ اور ظلم ہے۔ جناب لقمانؑ اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہیں جس کو قرآن نے بیان کیا:

وَاِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔ (سورۂ لقمان ۱۳)

''اور (وہ وقت یاد کرو) جب لقمان نے اپنے بیٹے سے نصیحت کرتے ہوئے کہا اے بیٹا اللہ کے بارے میں شرک نہ کرنا (کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا) بے شک یہ ایک بہت بڑا ظلم ہے

دوسرا طبقہ مقصرین کا ہے جو معصومین علیہ السلام کو (معاذ اللہ) اپنا جیسا بشر سمجھتا ہے اور عقیدۂ عصمت میں تکامل کا قائل ہے۔ جب کہ آیۂ تطہیر ان کی عصمت کا اعلان کر رہی ہے اور اس کی رو سے معصومینؑ کے تمام تر کمالات اکتسابی نہیں ہیں بلکہ ودیت کردۂ الٰہی ہیں اور وہ تمام عیوب سے پاک ہیں اور منصب امامت کے لئے ضروری ہے کہ امام تمام عیوب سے پاک ہو اور ان حضرات سے ترک اولیٰ کا بھی گمان نہیں ہے۔

تقصیر کے مغالطہ فکری میں بہت سے مفکرین، فلسفی اور علماء دام فریب میں گرفتار ہیں اور یہ طبقہ علم و دانش تو رکھتا ہے اور عمل کی بات بھی کرتا ہے مگر اس کے عقائد کمزور ہیں اور نور ولایت کی آب وتاب سے اس کا قلب منور نہیں ہے۔

معصومینؑ کے کلام کی روشنی میں جو لوگ ذات باری تعالیٰ کے بارے میں گمراہ کن عقائد رکھتے ہیں اس میں اصطلاحاً

'نصیری' 'غالی' اور مفوضہ ملتے ہیں۔ اور ان کی یہ اصطلاحات خود معصومینؑ نے اپنی احادیث میں بیان کردی ہیں اس مختصر سے رسالہ میں وہ احادیث درج ہیں۔ ان گمراہ کن عقائد رکھنے والوں کو لوگ گمان کرتے ہیں کہ یہ شیعہ ہیں مگر اصل میں یہ شیعہ نہیں ہیں بلکہ یہ شیعوں میں میل جول رکھتے ہیں۔ عزاداری میں شامل ہوجاتے ہیں اور معاف کیجئے گا کہ اکثر شیعہ حضرات اس معاملہ میں اتنے فراخ دل ہیں کہ اگر یزید بھی آکر منبر پر بیٹھ جائے اور مجلس پڑھنے لگے تو اس کو بھی گلے لگالیں گے۔

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف
آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

عرصۂ دراز سے عزاداری کے عنوان سے ماتمی انجمنوں، شب بیداریوں، مجالس، محافل و مقاصدوں میں نصیریوں کے لئے ایک ہمدردانہ رویہ اور رجحان پایا جاتا تھا جس کو نظر انداز کیا جاتا رہا۔

اور اب یہ حالت ہے کہ یہ رجحان اتنا بڑھ گیا ہے کہ اب علی الاعلان نصیریت کا پرچار ہو رہا ہے۔ نام نہاد ذاکرین کو بڑی بڑی رقوم دے کر ان سے من مانے بیانات دلوائے جارہے ہیں اور بڑی تعداد میں عزادار چند بے دین لوگوں کے ہاتھوں یرغمال ہوکر شرک کے بھیانک جرم کا ارتکاب کررہے ہیں۔

عزاداری کا مقصد ''اعلائے کلمۃ الحق'' قربانیٔ فرزند رسول الثقلین حضرت ابوعبداللہ الحسین علیہم السلام کا مقصد ''معبود حقیقی اللہ جل شانہ کا عرفان ہے۔

گریہ اور مجالس اور ذکر محمد وآل محمد علیہم السلام کی عظمت کا چاہے وہ نظم میں ہو یا نثر میں ذیل کی احادیث سے اندازہ ہوجائے گا۔

عن بکر بن محمد الازدی عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال: تجلسون و تحدثون ؟ قال نعم جعلت فداك قال: ان تلك المجالس احبها فأحيوا امرنا انه من ذكرنا او ذكرنا عنده فخرج من عينه مثل جناح الذباب غفر الله ذنوبه ولو كانت اكثر من زبد البحر۔ (ثواب الاعمال للشیخ الصدوق)

بکر بن محمد ازدی سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم مجالس میں بیٹھتے ہو اور احادیث بیان کرتے ہو؟ جی ہاں! میں آپ پر قربان جاؤں، امامؑ نے فرمایا بے شک ان مجالس کو میں عزیز رکھتا ہوں پس تم ہمارے امر کا احیا کرو! جو ہمارا ذکر کرے اور ذکر کرتے وقت اس کی آنکھ سے ایک مکھی کے پر کے برابر (بھی آنسو کا) قطرہ نکل آئے تو اللہ اس کے گناہ معاف فرمادیتا ہے چاہے وہ (گناہ) سمندر کے پھین کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

عن ابی عوف الزهری، عن كثير بن هشام، عن جعفر بن برقان قال: بلغني ان عائشه تقول :زينوا مجالسكم بذكر علی (علیہ السلام)

(عمدۃ المناقب بن مغازلی ۱۹۲-۱۹۱)

ابی عوف زہری نے کثیر بن ہشام سے، ان سے جعفر بن برقان نے کہا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ کہتی تھیں کہ اپنی مجالس کو ذکر علیؑ سے زینت دو۔

عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال: قال لی یا ابا عمارہ انشدنی فی الحسین بن علیؑ قال فانشدته فبكى قال: فوالله مازلت انشده وبكى حتى سمعت بكى من الدار قال: فقال يا عمار من انشدني في الحسين بن علی شعرا فابكى خمسين فله الجنة، ومن انشدني في الحسين شعرا فابكى ثلاثين فله الجنة۔ ومن انشد في الحسين شعرا فابكى عشرين فله الجنة، ومن انشد في الحسين شعرا فابكى عشره فله الجنة ،ومن انشد في الحسين شعرا فابكى واحدا فله الجنة، من انشد في الحسين شعرا فبكى فله الجنة ، ومن انشد في الحسين شعرا فتباكى فله الجنة۔

(عیون اخبار الرضا، ج ا، ص ۲۹۴، ثواب الاعمال للشیخ الصدوق)

ابوعمارہ کہتے ہیں مجھ سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اے ابوعمارہ! میرے لئے امام حسین علیہ السلام کی شان

میں شعر کہو ابو عمارہ کہتے ہیں پس میں نے شعر کہئے امامؑ نے گریہ فرمایا اور فرمایا جاری رکھو یہاں تک کہ میں نے گھر کے اندر سے رونے کی آوازیں سنیں پھر امامؑ نے فرمایا جو امام حسینؑ کے لئے شعر کہے اور پچاس آدمی روئیں اس کے لئے جنت ہے، اور جو امام حسینؑ کے لئے شعر کہے اور تیس آدمی اس پر روئیں اس کے لئے جنت ہے، جو امام حسینؑ کے لئے شعر کہے اور بیس آدمی اس پر روئیں اس کے لئے جنت ہے اور جو امام حسینؑ کے لئے شعر کہے اور دس آدمی اس پر روئیں اس کے لئے جنت ہے اور جو امام حسینؑ کے لئے شعر کہے اور ایک آدمی اس پر روئے اس کے لئے جنت ہے اور جو امام حسینؑ کے لئے شعر کہے اور اس پر خود روئے اس کے لئے جنت ہے اور جو امام حسینؑ کے لئے شعر کہے اور رونے والے کی صورت بنائے اس کے لئے جنت ہے۔

عن ابی عبدالله الحسین علیه السلام قال: قال سمعته یقول: ان البکاء والجزع مکروه للعبد فی کل ماجزع ما خلاء البکاء علی الحسین بن علی علیهما السلام فأنه فیه ماجور۔ (کامل الزیارات)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے: آپ نے فرمایا کہ کسی بندے کے غم میں گریہ کرنا، آہ وزاری کرنا مکروہ ہے سوائے حسین بن علی علیہم السلام کے لئے گریہ کرنا۔

اور اب یہ عالم ہے کہ چند ناعاقبت اندیش اور جاہل ذاکرین، منقبت خوان، سوز خوان، نوحہ خوان افراد نے تبلیغی مراکز کو یرغمال بنالیا ہے۔ اور وہ علی الاعلان توہین خدا، توہین دین اور توہین رسولؐ کے مرتکب ہوتے ہیں اور اس کے بدلہ میں فلک شگاف نعروں اور داد وتحسین سے ان بے دینوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے اور کچھ ذاکرین فضائل معصومینؑ کو اس انداز سے پیش کرتے ہیں کہ سامعین میں معاذ اللہ حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں ربوبیت کا شبہ پیدا ہوجائے ان کو سماعت کرنے والوں کی اکثریت نصیری عقائد میں تبدیل ہورہی ہے۔

دوسری طرف مقصرین کا حال یہ ہے کہ وہ عمل کی ترغیب تو کرتے ہیں مگر وہ معصومینؑ کے مرتبہ اور ان کی شان کو سبک کردیتے ہیں اور عزاداری پر حملہ کرنے لگتے ہیں اور اکثر یہ سنا گیا ہے کہ وہ بکاء علی الحسینؑ اور گریہ کی احادیث جو کثرت کے ساتھ معصومینؑ سے مروی ہیں ان کو ضعیف قرار دیتے ہیں اور کبھی کبھی حدیث قدسی کی تاویل بھی اپنے نظریے اور اپنی فکر سے کرتے ہیں۔

اس پر طرہ یہ ہے کہ نصیری، غالی اور مفوضہ کو برا کہنے والے زیادہ تر یہی مقصرین ہیں اور یہ لوگ ولایت معصومینؑ کو بیان کرنے میں بخل کرتے ہیں۔ میرا مقصد ان افراد کی نشان دہی نہیں کرنا ہے بلکہ حقیقت حال سے باخبر کرنا ہے مؤمنین کرام صاحب عقل وفہم ہیں خود تجزیہ کرسکتے ہیں اور یہ فیصلہ کرسکتے ہیں کہ کس کا مقصد اصلاح معاشرہ اور صحیح عقائد کی ترجمانی کرنا ہے اور کس کا مقصد عقائد فاسدہ کی ترویج کرنا ہے، چاہے وہ نصیری غالی اور مفوضہ کی شکل میں ہو یا مقصر کے زمرہ میں آتا ہو دونوں گمراہ ہیں۔ مگر ایک بات معصومینؑ کی احادیث میں یہ ملتی ہے کہ مقصر راہ راست پر آسکتا ہے اس ضمن میں حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

فضیل بن یسار سے منقول ہے کہ صادق آل محمد علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے اہل ایمان نصیریوں سے اپنے نوجوانوں کو محفوظ رکھو، ایسا نہ ہو کہ یہ ان کو فاسد العقیدہ کردیں اس لئے کہ غالی ساری دنیا سے بدتر ہیں۔ یہ خدا کو کوئی چیز ہی نہیں سمجھتے معاذ اللہ خدا کے بندوں کو پروردگار کہتے ہیں۔ خدا کی قسم یہ غالی یہود ونصاریٰ اور مجوس بلکہ مشرکین سے بھی بدتر ہیں۔ اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اگر غالی ہماری طرف رجوع کرے تو اس کو ہم نہیں مانیں گے، اور جب مقصر ہماری طرف رجوع کرے تو ہم اس کو اپنالیں گے۔ امامؑ سے دریافت کیا گیا۔ فرزند رسول آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ امامؑ نے جواب دیا اس لئے کہ غالی ترک واجبات، نماز، زکوٰۃ، روزہ وحج وغیرہ کا عادی ہوجاتا ہے، اور وہ اب اپنی عادت کو ہرگز نہ بدلے گا اور نہ اطاعت خدا کی طرف کبھی مائل ہوگا۔ اور اس کے برخلاف مقصر کو جب بھی معرفت حاصل ہوجائے گی تو عمل صالح کرے گا اور

اطاعت خدا بجالائے گا۔ (امالی الشیخ الطوسی ۱۳۴۹/۱۲)

ولایت معصومینؑ کا مطلب ہی تقرب الٰہی ہے اور یہی ولایت علیؑ اور ولایت معصومینؑ علیہم السلام تھی جس کے سبب سلمانؓ اور ابوذرؓ ایمان کے بلند درجات پر فائز ہوئے ، ورنہ ولایت کے بغیر تمام واجبات بے فیض ہوجائیں گے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کی قبولیت کا دارومدار ولایت معصومینؑ پر ہی ہے اس پر آیات قرآنی ترجمانی کررہی ہیں اور بہ کثرت احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وارد ہیں۔

یہ مختصر رسالہ ''ردنصیرت'' جو کہ خطیب اکبر مولانا سید محمد اصغر صاحب اعلی اللہ مقامہٗ (صدرالافاضل) نے آج سے تقریباً پچاس سال قبل شائع فرمایا تھا اس وقت بھی نصیریت کے جراثیم پائے جاتے تھے اور موصوف نے اپنی مسئولیت کا احساس فرمایا اور اعلائے کلمۃ الحق کیا۔ آج ہندو پاک کی صورت حال بہت زیادہ خراب ہے اور کوئی نہیں جو اس کا سدباب کرے میں نے اس مسئلہ کی نزاکت کا ادراک کیا اور یہ رسالہ میرے کتب خانہ میں تھا۔ مولانا موصوف کے میرے والد ماجد محسن الملۃ طاب ثراہ سے دیرینہ تعلقات بھی تھے موقع مناسب خیال کیا اور شہر کے ان اداروں کی طرف رجوع بھی کیا جو ادعائے تبلیغ و اصلاح معاشرہ بھی کرتے ہیں مگر بے سود ہوا ، اور وقت کا بھی ضیاع ہوا، آخر کار میری نحیف آواز پر جناب مسعود حسین رضوی صاحب نے لبیک کہا اور وعدہ کیا کہ میرے پاس جو بھی کتب قابل اشاعت ہیں جس میں اکثر میرے والد ماجدؒ کی تصنیف کردہ اور دیگر علماء کی معرکۃ الآرا تصانیف ہیں ان کی اشاعت میں معاونت فرمائیں گے خداوند عالم ان کو جزائے خیر دے اور ان کے مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور ان کی مغفرت فرمائے۔ میں نے اس رسالہ کا پہلے انتخاب کیا اور اس کے حوالے بھی اصل مآخذ کے مطابق کئے اور اس کا حاشیہ بھی لکھا ہے جو کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں گے، کیونکہ یہ وقت کی بہت اہم ضرورت ہے۔ امید ہے کہ مؤمنین کرام اس رسالہ اور ادارہ دارالنشر للمعارف اسلامیہ کی کتب خرید فرما کر ادارہ کو اس قابل فرمائیں گے کہ ادارہ زیادہ سے زیادہ نشر علوم محمد وآل محمد علیہم السلام کرسکے۔

وماعلینا الاالبلاغ

سید ناصر مہدی الرضوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ واھلبیتہ الطّاھرین۔ امّا بعد دنیا میں بے دینی اور مخالفت الٰہی کا زور یوں تو ابتدائے انسانیت ہی سے چلا آرہا ہے اور ہمیشہ ایک یا دو جماعتیں بے دینی کو رواج دینے کی کوشش میں کوشاں رہیں ہیں ، اور شیطان اپنے مشن کو کامیاب بنانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا تا رہتا ہے، مگر سب سے زائد وہ جماعت اس معاملہ میں مضر ثابت ہوئی جس نے بہ ظاہر اپنے قائدین کے لئے اظہار محبت ومودت وخلوص کیا اور محبت کے پردے میں بے دینی وکفر پھیلانے کی کوشش کی اور یہ چاہا کہ اس بے دینی کو خالص دین وایمان ثابت کریں اور اس پر یہ جرأت کہ غلط چیزیں حقیقی قائدین ایمان کی طرف منسوب کریں تا کہ ناواقف لوگ اپنے خلوص وجوش ولاء میں باطل کو حق سمجھنے لگیں، اور اسی گمراہی کو نتیجہ ولایت ومحبت قرار دیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے گروہ کے فریب کی کوئی پناہ نہیں ہوتی اور خالص دین دار نافہمی کی وجہ سے اس منافقت کے جال میں پھنس جاتے ہیں اور خلاف حق عقیدہ بنالیتے ہیں ۔ مگر حق کا ظاہر کرنا اور باطل کو صاف کرنا ہر مؤمن پر واجب ولازم ہے اور حتی الامکان اس میں کوتاہی حرام ہے۔ ایسے موقع پر اگر جاننے والے بغیر کسی سبب شرعی کے خاموش رہیں گے تو یقیناً ان پر جنت حرام اور جہنم واجب ہوجائے گا۔ اور رسالے کو عامہ مؤمنین کے سامنے پیش کرنے کا یہی باعث ہے۔

اہل خبر پر پوشیدہ نہیں ہے کہ میں ایک زمانے سے جنوبی ہند صوبہ مدراس جاتا رہتا ہوں، اور میرے مستقل جانے کا سبب خاص کر یہی چیز ہے۔ جنوبی ہند کے اکثر مقامات پر بعض عالم نما

حضرات نے بہت سی غلط چیزیں عوام کے ذہن نشین کرادی تھیں، جن کو میں نے بڑی کوشش ومشقت کے بعد ختم کیا۔ مثلاً نماز، روزہ، حج وغیرہا کوئی چیز نہیں۔ بس محبت اہلبیتؑ اور بکاء علی الحسینؑ بخشش کے لئے کافی ہے اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کا قول ہے کہ نماز، روزہ، حج ان سب سے مراد ہم ہی ہیں۔

امیر المؤمنین اور دیگر ائمہ طاہرین علیہم السلام (العیاذ باللہ) اللہ ہیں اور اس پر جرأت یہ کہ بعض گمراہ کن افراد نے منبر پر یہ بیان کر دیا کہ حضرت علی علیہ السلام نے جنگ نہروان کی واپسی پر ایوان کسریٰ میں پہنچ کر، نوشیرواں کے کاسۂ سر سے کلام کیا اور اس نے جواب دیا، اس روایت کے بعد یہ غلط ٹکڑا اپنے بیان میں لگا دیا کہ اس پر بہت لوگ نصیری ہو گئے اور حضرت علی علیہ السلام نے ان کو جلا دیا، مگر خداوند تعالیٰ نے ان کو پھر زندہ کر دیا۔ اور جب بعض دین دار لوگوں نے سوال کیا کہ روایت کس کتاب میں ہے؟ تو نہایت جرأت کے ساتھ اور بے دھڑک بحارالانوار کا حوالہ دے دیا۔ اس طرح سے بہت سی چیزیں جن کا کوئی وجود نہیں اور جو قرآن اور حدیث کے بالکل غلط حوالوں کے ساتھ پیش کر دی جاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ عوام جو عربی نہیں جانتے وہ کیا کہہ سکتے ہیں۔ اکثر تو ان چیزوں کو غلط سمجھتے ہوئے اب ان کے فریب میں نہیں پھنستے اور ان کے مخالف ہو جاتے ہیں اور بعض لباس وظاہر سے دھوکے میں پھنس جاتے ہیں۔ اور جب میں ان کے خلاف بیان کیا تو عام طریقہ سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ لوگ میرا مطلب نہیں سمجھتے اور جو بگڑ چکے ہیں ان سے کہہ دیتے ہیں کہ اس میں تقیہ کرنا چاہیئے۔ بہرحال ان چیزوں کو دیکھتے ہوئے میں نے ضروری سمجھا کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں نصیریت کو واضح طریقہ سے پیش کردوں تاکہ عوام پر ظاہر ہو جائے کہ حضرات ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین نے ایسے اعتقاد رکھنے والوں کو کن الفاظ سے یاد کیا ہے، اور کیونکر ان پر لعنت کی ہے اور اپنا دشمن فرمایا ہے۔ ضرورت تو تھی کہ نماز کے متعلق بھی رسالہ لکھتا، مگر اولاً نماز وروزہ وغیرہا کے لئے رسالے مفصل اور مطول موجود ہیں نیز واعظین حضرات بیان بھی کرتے رہتے ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ نماز پر ایک رسالہ ابھی محرم ہی میں عالی جناب ڈاکٹر شجاعت علی دام مجدہ حیدرآبادی نے تحریر فرمایا ہے اور نہایت محنت اور جاں فشانی سے لکھا ہے جس پر موصوف نے مجھ نااہل سے توثیق کرائی ہے اور تلاش حق کرنے والوں کے لئے وہ رسالہ ''نماز وایمان'' کافی ہے، مگر موضوع نصیریت کے لئے بہت ضروری تھا اس لئے میں نے اس کی طرف توجہ کی اور میری اس دینی خدمت میں میرے حبیب خاص مولانا حکیم مقبول حسین صاحب قبلہ ممتازالافاضل نے میری بہت مدد کی ورنہ اتنی جلد میں یہ رسالہ تیار نہ کر سکتا تھا اس لئے کہ میرا قیام برابر لکھنؤ میں نہیں رہتا ہے جس کی وجہ سے کاموں میں خلل پڑتا ہے۔ اہل معرفت کی خدمت میں التجا ہے کہ اگر کسی طرح کوئی تقصیر مجھ سے ہو گئی ہو تو دامن کرم میں اس کو پوشیدہ کرلیں۔ اس رسالہ کے اخراجات فخر قوم وملت عالی جناب سیٹھ محمد فاضل بھائی نے اپنے جوش ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے متعلق فرمالئے ہیں خداوند عالم موصوف کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور دلی مقاصد پورے کرے۔

احقر سید محمد اصغر رضوی صدرالافاضل لکھنوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قبل اس کے کہ میں نصیریت کے متعلق آیات قرآنی اور احادیث ائمہ طاہرین علیہم السلام پیش کروں، پہلے اس امر کو صاف کردوں کہ ائمہ طاہرین کی کثرت سے احادیث ہیں جن میں ان حضرات نے فرمایا ہے کہ نماز سے مراد ہم ہیں، روزے سے مراد ہم ہیں، حج سے مراد ہم ہیں، زکوٰۃ سے مراد ہم ہیں۔ اور قرآن شریف میں جہاں جہاں اعمال خیر کا ذکر ہے اس سے مراد ہم لوگ ہیں، اور جہاں جہاں زنا، کذب شراب اور فسق فجور کا ذکر ہے وہاں ہمارے دشمن مراد ہیں۔

ان حدیثوں سے نافہم دھوکا کھانے لگے اور بعض نے تو یہ سمجھ لیا کہ نماز روزہ وغیرہ سب بے کار ہے بس ولایت ائمہ طاہرین علیہم السلام کافی ہے اس چیز کو دیکھتے ہوئے بعض

صاحبانِ معرفت نے ائمہ طاہرینؑ سے دریافت کیا اور ان حضرات نے اس کا جواب دیا ہے طول کے خیال سے میں ان اصل احادیث کو پیش کرنا نہیں چاہتا صرف مطلب پر اکتفا کرتا ہوں تا کہ ناظرین طول صفحات سے نہ گھبرائیں۔ ائمہ طاہرینؑ اور خصوصاً امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اور بحار کی ساتویں جلد میں موجود ہے۔

حضرت نے ارشاد فرمایا جن لوگوں نے یہ سمجھا کہ ان سب سے مراد ہم لوگ ہیں اور اعمال کی ضرورت نہیں انہوں نے یہ چاہا کہ اطاعت الٰہی موقوف ہوجائے اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے بلکہ ان چیزوں کی اصل ہم ہیں یعنی نماز کی اصل ہماری ولایت، روزے کی اصل ہماری محبت، حج کی اصل ہماری مودت، اگر کوئی اعمال بجالائے اور ہماری ولایت نہ ہوتو اس کے اعمال بے کار ہیں نماز ہم ہیں۔ یعنی نماز ہماری وجہ سے قبول، روزہ ہم ہیں یعنی روزہ بغیر ہماری مودت کے بے سود ہے۔

اور اسی طرح جتنے برے اعمال ہیں ان سب کی اصل ہمارے دشمن ہیں، زنا ہمارا دشمن یعنی زنا ہمارے دشمنوں کی وجہ سے رواج پایا، شراب سے مراد ہمارے دشمن، یعنی شراب خواری کا رواج دینے والے ہمارے مخالفین ہیں۔

نصیریت

اس مطلب کو مختصراً واضح کرنے کے بعد میں نصیریت کے متعلق عرض کروں:

ناظرین حجت خدا کے متعلق غیر خدا کو خدا، اور بندہ کو رب کہنا۔ اس کی ابتدا یہودیوں سے ہوئی کہ انہوں نے حضرت عزیز کو ابن خدا اور خدا کہا، اس کے بعد نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور خدا کہنا شروع کیا۔ اور پھر یہ کفر امیر المؤمنین کے زمانے میں شروع ہوا، جس کی ابتدا عبداللہ ابن سبا (حاشیہ ملاحظہ کریں) نے کی جو اصل میں یہودی تھا اور بظاہر مسلمان ہوکر لوگوں کے ایمان کو خراب کرنا چاہتا تھا اور امیر المؤمنینؑ نے پہلے اس کو قید کیا اور پھر آگ میں ڈال کر جلا دیا۔ اور اس کے بعد اور لوگ بھی اسی اعتقاد کے ظاہر ہوئے کچھ امیر المومنینؑ کے زمانے میں جن میں مشہور محمد ابن نصیر، ابوالخطاب، یونس بن ظبیان اور مغیرہ ہیں۔ قبل اس کے کہ میں احادیث اس مطلب پر پیش کروں، مراتب کو مدنظر رکھتے ہوئے چند آیات قرآنی پیش کرنا ضروری ہیں تا کہ یہ معلوم ہوجائے کہ قرآن وحدیث نے کس قدر اس عقیدہ کی مذمت کی ہے۔

آیات قرآنی:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ(۷۹) وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ (۱)

"کسی آدمی کو یہ زیبا نہیں ہے کہ خدا تو اسے اپنی کتاب اور حکمت اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہتا پھرے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بنے (بندے) بن جاؤ، بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ تم اللہ والے بن جاؤ کیونکہ تم تو ہمیشہ کتاب خدا دوسروں کو پڑھاتے رہتے ہو، اور تم بھی ہمیشہ پڑھتے رہتے ہو، اور وہ تم سے یہ تو کبھی نہیں کہے گا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا بناؤ۔ بھلا کہیں ایسا ہوسکتا ہے کہ تمہارے مسلمان ہوجانے کے بعد تمہیں کفر کا حکم دے۔"

اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (۲)

"اور ان لوگوں نے خدا کے کچھ شریک ٹھہرا رکھے ہیں، کیا انہوں نے خدا ہی سے مخلوق پیدا کر رکھی ہے، جن کے سبب مخلوقات ان پر مشتبہ ہوگئی ہے، اور ان کی خدائی کے قائل ہوگئے ہیں اے رسولؐ آپ کہہ دیجئے کہ خدا ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی سب پر یکتا اور غالب ہے۔"

قرآن شریف میں بہت سی آیات اس مطلب پر موجود

ہیں مگر برکت کے لئے انہیں دو آیات پر اکتفا کی جاتی ہے۔

احادیث

(۱)

عن علی علیه السلام قال: قال رسول الله صلی الله علیه وآله یا علی مثلك فی امتی مثل عیسی بن مریمؑ افترق قومه ثلث فرق فرقة مؤ منون وهم الحواریون وفرقة عادوهم الیهود وفرقة غلو فیه فخرجو عن الایمان وان امتی ستفترق فیك ثلث فرقة ففرقة شیعتك وهم المؤمنون وفرقة عدوك وهم الشاکون وفرقة تغلو فیك وهم الجاحدون، وانت فی الجنة یا علیؑ وشیعتك، وعدوك والغالی فی النار (۳)

جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے علیؑ تمہاری مثال میری امت میں عیسیٰ بن مریمؑ کی ہے، عیسیٰؑ کی امت میں تین گروہ ہوئے ایک وہ جو مؤمن تھے وہ حوارین، دوسرے ان کے دشمن یعنی یہودی، تیسرے وہ لوگ جنہوں نے عیسیٰؑ کے بارے میں غلو کیا اور وہ ایمان سے خارج ہو گئے۔ اسی طرح تمہارے بارے میں میری امت میں تین فرقے ہو جائیں گے، ایک تو تمہارے شیعہ اور بس یہی صاحبان ایمان ہیں اور دوسرے تمہارے دشمن جو تم کو تمہارے مرتبہ سے گرانے والے ہیں، تیسرے وہ لوگ جو تم کو خدا اور اللہ کہنے والے ہیں، اور وہ حق سے انکار کرنے والے ہوں گے، اے علیؑ تم اور تمہارے شیعہ تو جنتی ہیں اور تم کو مرتبہ سے گرانے والے اور خدا کہنے والے جہنمی ہیں۔

(۲)

عن جعفر عن ابیه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم صنفان لا تنا لهما شفاعتی سلطان غشوم عسوف وغال فی الدین مارق منه غیر تائب ولا نازع۔ (۴)

اما جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دو شخص ایسے ہیں کہ جن کو میری شفاعت کبھی نصیب نہیں ہوسکتی، ایک تو وہ بادشاہ جو غاصب وظالم ہو، اور دوسرے وہ جو دین الٰہی کے خلاف بندہ کو خدا کہنے والے بغیر ایمان، اور جو بغیر توبہ مر جائے۔

(۳)

عن بن نباته قال: قال امیر المؤمنین اللّٰهم اِنِّی بَرِیٌّ مِنَ الغُلَاۃ کبرۃ عیسی بن مریم من النصاری اللهم اخذلهم ابدا ولا تنصر منهم احداً۔ (۵)

ابن نباتہ راوی ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو لوگ مجھ کو خدا کہتے ہیں میں ان سے اس طرح بیزار اور نالاں ہوں جس طرح عیسیٰؑ بن مریمؑ نصرانیوں سے بیزار تھے، اے اللہ ان لوگوں کو ہمیشہ ذلیل رکھنا اور ان میں سے کسی کی مدد نہ کرنا۔

(۴)

قال امیر المؤمنینؑ ایا کم والغلو افینا قولو اانا عبید مربوبون وقولو افی فضلنا ماشئتم۔ (۶)

جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا کہ تم ہمارے بارے میں غلو کرنے سے ڈرتے رہو۔ ہم کو بندگان خدا سمجھو، اور ہمارا ایک پروردگار مانو اور اس کے علاوہ ہمارے فضل وشرف میں جو چاہو کہو۔

(۵)

قال ابو الحسن علیه السلام من قال بالتناسخ فهو کافر ثم قال علیه السلام لعن الله الغلاۃ الا کانوا مجوساً الا کانوا نصاریٰ الا کانوا قدریه الا کانوا مرجئة الا کانوا حروریة ثم قال علیه السلام لا تقاعدوهم ولا تصادقوهم وابرأوا منهم بری الله منهم۔ (۷)

جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو آواگون (تناسخ) کا قائل ہو وہ کافر ہے، پھر فرمایا بندہ کو خدا ماننے والوں پر اللہ کی

لعنت ہو۔ آخر یہ مجوسی کیوں نہ ہو گئے، دین نصاریٰ کیوں نہ ہو، قدر یہ ہی کیوں نہ ہو گئے ہوں، مرجیہ کیوں نہ ہو گئے ہوں، حرور یہ کیوں نہ ہو گئے ہوں۔ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ نہ تم ان کے پاس اٹھو بیٹھو اور نہ ان لوگوں سے دوستی کرو بلکہ ان سے الگ تھلگ رہو خدا ان سے بیزار ہے۔

اس حدیث امیر المؤمنین سے صاف ظاہر ہے کہ نصیری حضرت کے نزدیک یہود و نصاریٰ اور مجوس سے بھی بدتر ہیں۔ خدا اہل ایمان کو ان کی صحبت سے محفوظ رکھے، اور ہر امام نے نصیریوں کے لئے ایسی لفظیں فرمائی ہیں جو آپ کو آئندہ معلوم ہوں گی۔

(۶)

روی ان سبعین رجلاً من الزطّ اتوہ یعنی امیر المؤ منین علیہ السلام بعد قتال اھل البصرۃ یدعونہ الھا بلسانھم و سجدوا لہ فقال لھم ویلکم لا تفعلوا انما انا مخلوق مثلکم فابوا علیہ فقال لئن لم ترجعوا عما قلتم فی و تتوبوا الی اللہ لا قتلنکم قال فابوا فخذ علیہ السلام اخادید واو قد ناراً فکان قنبر یحمل الرجل بعد الرجل علی منکبہ فیقذفہ فی النار ثم قال انی اذا بصرت امرا منکراً او قدت نارا و دعوت قنبراً ثم احترفت حفر فحفراً و قنبر یحطم حطماً منکراً ثم احیا ذالک الرجل اسمہ محمد بن النصیر البصری زعم ان اللہ تعالیٰ لم یظھرہ الا فی ھذا العصر وانّہ علی وحدہ فالشر ذمۃ النصیریۃ ینتمون الیہ وھم قوم اباحیۃ ترکوا العبادات والشریعات واستحلت منھیات والمحرمات و من مقالھم ان الیھود علی الحق ولسنا منھم۔ (۸)

منقول ہے کہ قبیلہ زط کے ستر آدمی جنگ جمل کے بعد جناب امیرؑ کے پاس آئے جو آپ کو خدا کہہ رہے تھے اور آپ کو سجدہ بھی کیا۔ جناب امیرؑ نے ان کو اس سے روکا اور کہا وائے ہو تم پر ان فاسد عقائد سے باز آؤ میں تو بس تمہاری طرح ایک بندہ ہوں، خدا نہیں ہوں لیکن اس جماعت نے آپ کی بات کو نہ مانا جناب امیرؑ نے فرمایا اگر تم اپنے عقائد کو نہ چھوڑو گے اور خدا سے توبہ نہ کرو گے تو میں تم سب کو قتل کر دوں گا۔ راوی کہتا ہے کہ ان لوگوں نے اس پر بھی حضرت کی بات نہیں مانی یہاں تک کہ حضرتؑ نے چند گڑھے کھدوائے اور ان میں آگ جلوائی اور قنبر ان میں سے ایک ایک آدمی کو کاندھے پر لاد کر لاتے تھے اور آگ میں ڈال دیتے تھے۔ اس کے بعد جناب امیر علیہ السلام نے یہ اشعار ہدایت آثار پڑھے۔

جب میں بے دینی دیکھتا ہوں تو آگ کو روشن کرتا ہوں اور قنبر کو بلاتا ہوں پھر چند گڑھے کھدواتا ہوں اور قنبر ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔

پھر ایک مدت کے بعد محمد بن نصیر نمیری ساکن بصرہ نے اس عقیدے کو زندہ کیا اور اس کا گمان تھا کہ خداوند عالم اس سے قبل تو کبھی نہیں ظاہر ہوا تھا۔ لیکن اس زمانے میں ظاہر ہو گیا ہے اور وہ صرف علیؑ کی ذات ہے اسی بنا پر اس فرقہ کا نام نصیری ہوا۔ یہ وہ فرقہ ہے جو ہر بات مباح سمجھتا ہے جس نے عبادت اور ہر دینی بات کو چھوڑ دیا ہے اور تمام برائیوں اور حرام کاموں کو جائز خیال کر لیا ہے۔ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہودی حق پر ہیں لیکن ہم ان سے الگ ہیں۔

(۷)

ابو لخالد الکابلی...سمعت علی بن الحسین صلوات اللہ علیھما یقول ان الیھود احبوا عزیزاً حتی قالوا فیہ ما قالوا فلا عزیز منھم ولا ھم من عزیز وان النصاریٰ احبوا عیسیٰؑ حتی قالوا فیہ ما قالوا فلا عیسیٰؑ منھم ولا ھم من عیسیٰؑ وانا علیٰ سنۃ من ذالک ان قوماً من شیعتنا سیحبونا حتیٰ یقولوا فینا ما قالت الیھود فی عزیز وما قالت النصاریٰ فی عیسیٰؑ بن مریم فلا ھم منا ولا نحن منھم۔ (۹)

ابو خالد کابلی بیان کرتے ہیں میں نے امام زین العابدین علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہود نے عزیزؑ سے ظاہری محبت کی اور اتنی حد سے زیادہ کہ ان کے بارے میں کچھ سے کچھ کہنے لگے جس کی وجہ سے عزیزؑ ان سے جدا اور وہ عزیزؑ سے الگ اسی طرح نصاریٰ نے عیسیٰؑ ابن مریمؑ سے ظاہری محبت کی اور ان کو جو کچھ کہا وہ معلوم ہے لہٰذا نہ عیسیٰؑ کو ان سے کوئی تعلق ہے اور نہ نصاریٰ کو عیسیٰؑ بن مریمؑ سے کوئی ربط، اور ہماری بھی وہی حالت ہے جو عزیزؑ اور عیسیٰؑ بن مریمؑ کی تھی۔ ہماری محبت کا دعویٰ کرنے والی ایک جماعت ہمارے بارے میں بھی وہی کہے گی جو عزیزؑ کے بارے میں یہودیوں اور عیسیٰؑ بن مریمؑ کے بارے میں نصاریٰ نے کیا۔ یاد رکھو کہ نہ ان لوگوں کو ہم سے کوئی واسطہ ہے اور نہ ہم کو ان سے کوئی تعلق ہے، ہم ان سے بری الذمہ ہیں۔

(۸)

عن ابی جعفر ان عبدالله ابن سبا کان یدعی النبوة ویزعم ان امیر المؤمنین علیه السلام هو الله تعالیٰ عن ذالك فبلغ ذالك امیر المؤمنین فدعاه و سأله فاقر بذلك وقال نعم انت هو وقد کان القی فی روعی انك انت الله وانی نبی فقال له امیر المؤمنین علی علیه السلام ویلك قد سخر منك الشیطان الرجیم فارجع عن هذا ثکلتك أمك فتب فابی فحبسه واستتابه ثلثة ایام فلم یتب فاحرقه بالنار وقال ان الشیطان استهواه فکان یأتیه فیلقی فی روعه ذلك۔ (۱۰)

امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ عبداللہ بن سبا (حواشی میں ملاحظہ کریں) مدعی نبوت تھا اور اس کو یہ گمان تھا کہ جناب امیر المؤمنینؑ (معاذ اللہ) خدا ہیں۔ جناب امیر کو جب پتہ چلا تو آپ نے عبداللہ بن سبا کو بلایا اور اس سے دریافت کیا۔ اس نے اس بات کا اقرار کیا اور کہا ہاں! آپ خدا ہیں میرے دل میں القاء ہوا ہے کہ آپ خدا ہیں اور میں نبی ہوں جناب امیرؑ نے اس سے کہا تجھ پر خدا کی مار۔ شیطان نے تجھ کو بہکا دیا ہے تیری ماں تیرا ماتم کرے۔ خدا تجھے غارت کرے اس عقیدے سے باز آجا اور توبہ کر۔

ابن سبا نے انکار کیا جناب امیر نے اس کو قید کر دیا اور تین دن تک اس سے توبہ کرانے کی کوشش کی لیکن ابن سبا نے کسی طرح توبہ نہیں کی تو جناب امیر نے اس کو آگ میں جلا دیا اور فرمایا کہ اس پر شیطان غالب ہے جو برابر اس کے پاس آتا رہتا ہے اور اس کے دل میں یہ وسوسہ ڈالتا رہتا ہے۔

(۹)

عن ثمالی قال: قال علی بن الحسین علیه السلام لعن الله من کذب علینا انی ذکرت عبدالله بن سبا فقامت کل شعرة فی جسدی لقد ادعیٰ امراً عظیماً ماله لعنة الله کان علیٌ والله عبداً صالحاً اخا رسولؐ الله۔ (۱۱)

ثمالی سے منقول ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا خدا اس شخص پر لعنت کرے جس نے ہماری طرف جھوٹی حدیثیں منسوب کیں۔ جب مجھے عبداللہ ابن سبا یاد آتا ہے تو میرا رویاں رویاں کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس نے بہت بڑا دعویٰ کیا اسے کیا ہو گیا تھا؟ خدا اس پر لعنت کرے میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ علیؑ خدا کے ایک بندے اور رسولؐ اللہ کے چچازاد بھائی تھے۔

(۱۰)

عن ابی سنان قال: قال ابو عبدالله انا اهلبیتؑ صادقون لا نخلو امن کذاب یُکَذِّب علینا ویسقط صدقنا بکذبه علینا عند الناس، کان رسول الله صلی الله علیه وآله اصدق الناس لهجة واصدق لبریة وکان مسیلمة یکذب علیه وکان امیر المؤمنین علیه السلام اصدق من براء الله بعد الرسول صلی الله علیه وآله وکان الذی یکذب علیه ویعمل فی تکذیب صدقه ویفتری علی الله الکذب عبدالله بن سبا لعنة الله۔ (۱۲)

ابن سنان سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام

نے فرمایا کہ ہم آل محمدؐ سب کے سب صادق ہیں، لیکن ہمارے لئے ہمیشہ کوئی نہ کوئی جھٹلانے والا رہا ہے، اور وہ غلط بیانی سے ہماری سچائی کو لوگوں کی نظر سے گراتا رہا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری دنیا سے زیادہ راست گو تھے لیکن مسیلمہ کذاب جھوٹے طوفان باندھتا رہا، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جناب امیر علیہ السلام تمام مخلوق سے سچے تھے اور جس کذاب نے آپ کو جھٹلایا اور آپ کی راست گوئی کو اپنی افترا پردازی سے غلط ثابت کرنے کی کوشش کی اور اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا، وہ عبداللہ ابن سبا ملعون ہے خدا اس پر لعنت کرے۔

(۱۱)

عن فضیل بن یسار قال: قال الصادق علیه السلام احذروا علیٰ شبابکم الغلاة لایفسدو هم فان الغلاة شر خلق الله یصغرون عظمة الله ویدعون الربوبیة لعبادالله والله ان الغلاة لشر من الیهود والنصاریٰ والمجوس والذین اشرکوا، ثم قال علیه السلام الینا یرجع الغالی فلا نقبله وبنایلحق المقصر فنقبله۔ فقیل له کیف ذالك یا بن رسول الله؟ قال لان الغالی قد اعتا وترك الصلوٰة والزکوٰة والصیام والحج فلا یقدر علیٰ ترك عادته وعلی الرجوع الی طاعتة الله عزوجل ابداً وان المقصر اذا اعرف عمل واطاع(۱۳)

فضیل بن یسار سے منقول ہے کہ صادق آل محمد علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے اہل ایمان نصیریوں سے اپنے نوجوانوں کو محفوظ رکھو، ایسا نہ ہو کہ یہ ان کو فاسد العقیدہ کردیں اس لئے کہ غالی ساری دنیا سے بدتر ہیں ۔ یہ خدا کو کوئی چیز ہی نہیں سمجھتے معاذ اللہ خدا کے بندوں کو پروردگار کہتے ہیں ۔خدا کی قسم یہ غالی یہود و نصاریٰ اور مجوس بلکہ مشرکین سے بھی بدتر ہیں ۔ اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اگر غالی ہماری طرف رجوع کرے تو اس کو ہم نہیں مانیں گے، اور جب مقصر ہماری طرف رجوع کرے تو ہم اس کو اپنالیں گے۔ امامؑ سے دریافت کیا گیا۔ فرزند رسولؐ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ امامؑ نے جواب دیا یہ اس لئے کہ غالی ترک واجبات، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج وغیرہ کا عادی ہوجاتا ہے، اور وہ اب اپنی عادت کو ہرگز نہ بدلے گا اور نہ اطاعت خدا کی طرف کبھی مائل ہوگا۔ اور اس کے برخلاف مقصر کو جب بھی معرفت حاصل ہوجائے گی تو عمل صالح کرے گا اور اطاعت خدا بجالائے گا۔

(۱۲)

عن علی بن سالم عن ابیه قال: قال ابو عبدالله جعفر بن محمد الصادق علیه السلام ادنیٰ ما یخرج به الرجل من الایمان ان یجلس الی غال فیستمع الی حدیثه ویصدقه علی قوله ان ابی حدثنی عن ابیه عن جده علیهم السلام ان رسول الله صلی الله علیه وآله قال صنفان من امتی لا نصیب لهما فی الاسلام الغلاة والقدریه۔(۱۴)

علی بن سالم نے اپنے والد سالم سے روایت کی ہے سالم کا بیان ہے کہ صادق آل محمد (ابوعبداللہ جعفر بن محمد) علیہم السلام نے ارشاد فرمایا کہ جن باتوں سے انسان خارج از ایمان ہوجاتا ہے ان میں ادنیٰ مرتبہ یہ ہے کہ کسی نصیری کے پاس بیٹھے، اس کی باتوں کو سنے، اس کی باتوں میں ہاں میں ہاں ملائے۔ میرے پدر بزرگوار نے اپنے آبا و اجداد سے نقل کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ رسولؐ خدا کا ارشاد ہے کہ میری امت کے دو فرقوں کا دین اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ ایک غالی اور دوسرے قدریہ۔

(۱۳)

عن صادق علیه السلام الغلاة شر خلق الله یصغرون عظمة الله ویدعون الربوبیة لعبادالله والله ان الغلاة لشر من الیهود والنصاریٰ والمجوس والذین اشرکوا۔(۱۵)

صادق آل محمد صلوات اللہ علیہم سے منقول ہے کہ نصیری بدترین مخلوق ہیں یہ جلال وعظمت باری کو حقیر سمجھتے ہیں، گھٹاتے

ہیں اور بندگان خدا کو رب کہتے ہیں۔ واللہ یہ نصیری یہودی، نصرانی، مجوسی اور مشرک غرض سب سے بدتر ہیں۔

(۱۴)

عن ابان بن عثمان قال سمعت ابا عبدالله علیه السلام یقول لعن الله عبدالله بن سبأ انه ادعی الربوبیة فی امیر المؤمنین و کان والله امیر المؤمنین عبدالله طائعا. الویل لمن کذب علینا وان قوماً یقولون فینا مالا نقوله فی انفسنا نبراء الی الله منهم۔ (۱۶)

ابان بن عثمان کہتے ہیں۔ کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو اپنے کانوں سے کہتے سنا ہے کہ عبداللہ بن سبا پر خدا لعنت کرے کہ انہوں نے امیر المؤمنین کے رب ہونے کا دعویٰ کیا حالانکہ خدا کی قسم امیر المؤمنین خدا کے ایک اطاعت گزار بندے تھے، جس نے ہم پر جھوٹا بہتان باندھا خدا اس کا برا کرے ایک جماعت ایسی ہے کہ جو ہماری طرف ایسی باتیں منسوب کرتی ہے جس کے ہم ہرگز قائل نہیں۔ ہم ان لوگوں سے بالکل الگ اور بہت بے زار ہیں۔

(۱۵)

عن معاویه بن حکیم عن ابیه عن جده قال بلغنی عن ابی الخطاب اشیاء فدخلت علی ابی عبدالله علیه السلام فدخل ابوالخطاب وانا عنده او دخلت وهو عنده فلما ان بقیت انا وهو فی المجلس قلت لا بی عبدالله علیه السلام ان ابا الخطاب روی عنك کذا و کذا قال کذب فاقبلت اروی شیئاً شیئاً مما سمعناه وانکرناه الا سئلت عنه. فجعل یقول: کذب وزحف حتیٰ ضرب بیده الی لحیة ابی عبدالله علیه السلام فضربت یده و قلت : خل یدك عن لحیة فقال ابو الخطاب یا ابا لقاسم لا تقوم قال ابو عبدالله علیه السلام له حاجة حتیٰ قال ثلٰث مرات کل ذالك یقول ابو عبدالله علیه السلام له حاجة فخرج فقال ابو عبدالله علیه السلام انما اراد ان یقول لك یخبرنی و یکتمك فابلغ اصحابی کذا کذا و بلغهم کذا و کذا قال قلت وانی لا احفظ هذا فاقول ما حفظت ومالم احفظ قلت احسن ما یحضرنی قال نعم المصلح لیس بکذاب۔ (۱۷)

معاویہ بن حکیم سے مروی ہے کہ اس کے دادا معاویہ بن عمار نے کہا کہ ابوالخطاب (جو حضرت علیؑ کو رب کہتا تھا) کے بارے میں مجھ کو کچھ چیزیں معلوم ہوئیں، میں امام جعفر علیہ السلام کی خدمت میں گیا اتنے میں ابوالخطاب بھی وہاں آ گیا جب کہ میں امامؑ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ یا ایسا ہوا کہ جب میں پہنچا تو ابوالخطاب حضرت کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔

الغرض جب میرے اور ابولخطاب کے علاوہ بزم میں کوئی نہ رہا تو میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ابولخطاب نے حضور کی جانب سے اس اس طرح کی باتیں بیان کی ہیں۔ امامؑ نے فرمایا خطاب جھوٹا ہے، یہاں تک کہ ابوالخطاب نے جتنی روایتیں بیان کی تھیں اور ہم نے ان کو سنا تھا اور مانا نہیں تھا، ان میں سے ایک ایک کر کے میں نے سب باتوں کو بیان کیا۔ ایک روایت بھی ایسی نہ رہی، جس کو امام سے دریافت نہ کیا ہو اور امام ہر بات کے بارے میں برابر فرماتے جاتے تھے کہ ابولخطاب نے یہ بھی جھوٹ کہا یہ بھی غلط کہا۔

ابولخطاب نے میرا نام (کنیت) لے کر مجھ سے کہا کہ اے ابولقاسم! تم نہیں چلوگے؟ (یعنی تم یہاں سے اٹھو اور چلو) امامؑ نے فرمایا اس کو مجھ سے کچھ کام ہے۔ یہاں تک کہ ابولخطاب نے تین مرتبہ مجھ سے اٹھنے کو کہا اور امام ہر بار فرما دیتے تھے کہ ابوالقاسم ایک ضرورت سے بیٹھے ہیں۔ آخرکار جب ابوالخطاب اٹھ کے چلا گیا تو امامؑ نے فرمایا کہ تمہیں اپنے ساتھ لے جانے سے ابولخطاب کا مقصد صرف یہ تھا کہ تم سے یہ کہے کہ

امامؑ مجھ سے بیان کردیتے ہیں اور تم سے چھپاتے ہیں۔ لہٰذا تم ہمارے اصحاب اور ماننے والوں کو یہ تمام امور بتادینا اور اس طرح سے سمجھا دینا (آپؑ نے تمام دلائل اور طریقہ تعلیم فرمائے) معاویہ ابن عمار کہتے ہیں کہ میں نے امامؑ سے عرض کیا کہ یہ تمام باتیں مجھ کو یاد نہ رہیں گی، لہٰذا جتنا یاد آئے گا اس طریقہ سے قائل کردوں گا۔ اور اس کے علاوہ دوسری صورتوں سے سمجھاؤں گا۔ امامؑ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے اس میں کوئی حرج نہیں، جو اصلاح کی نیت رکھتا ہو وہ جھوٹا نہیں ہے۔

(۱۶)

رجال الکشی بھٰذا الاسناد: عن ابی عمیر عن عبدالصمد بن بشیر عن مصادف قال لما لبی القوم الذین لبو ابالکوفة دخلت علیٰ ابی عبدالله علیه السلام فاخبرته بذالك فخرا ساجداً والزق جؤجؤه بالارض وبکی ویلوذ باصبعه ویقول : بل عبدالله قن داخر، مراراً کثیرة "ثم رفع رأسه ودموعه تسیل علیٰ لحیة فندمت علیٰ اخباری ایاه. فقلت: جعلت فداك وما علیك انت من ذا؟ فقال: یا مصادف ان عیسیٰ لو سکت عما قالت انصاریٰ فیه لکان حقاً علی الله ان یصم سمعه ویعمی بصرهٗ۔ ولو سکت عما قال ابو الخطاب لکان حق علی الله ان یصم سمعی ویعمی بصری۔ (۱۸)

مصادف راوی ہیں کہ جب اس جماعت نے جس نے کوفہ میں تلبیہ پڑھا تھا، امام جعفر صادق علیہ السلام کے مکان پر (لبیک یا جعفر بن محمد لبیک کما یلبون الله جس طرح اللہ کے لئے تلبیہ پڑھا جاتا ہے) پڑھا، تو میں امامؑ کی خدمت میں آیا امامؑ نے فوراً سجدے میں سر رکھ دیا درآنحالیکہ آپؑ کا شکم مبارک زمین سے متصل تھا، اور رو رہے تھے، اور انگشت مبارک سے اشارہ کرکے برابر فرماتے جاتے تھے کہ میں تو خدا کا ایک حقیر ناچیز بندہ ہوں۔ اس کے بعد امام نے اپنے سر کو سجدہ سے اٹھایا تو آنسوؤں سے تمام ریش مبارک تر تھی۔ میں امامؑ کو اس اطلاع دینے پر بہت نادم ہوا۔ امامؑ سے عرض کیا: مولا آپ پر میری جان قربان، آپ تو اس سے بالکل الگ تھلگ ہیں۔ امامؑ نے فرمایا کہ اے مصادف عیسیٰؑ بن مریمؑ اگر اپنے بارے میں نصاریٰ کے عقیدہ کو سن کر خاموشی اختیار کرتے تو خداوند عالم کو حق تھا کہ عیسیٰؑ کو بہرا اور اندھا بنا دیتا۔ اسی طرح اگر ابوالخطاب کے اقوال کو سن کر میں چپ رہوں تو خدا کو حق ہے کہ میری سماعت کو زائل کردے، اور آنکھ کو بے نور بنادے۔

کیا کوئی ان کلمات امامؑ کے بعد بھی کوئی ائمہ علیہم السلام کا چاہنے والا خلاف حق ومخالف اہلبیتؑ اعتقاد رکھ سکتا ہے

(۱۷)

عن مفضل بن یزید قال: قال ابوعبدالله وذکر اصحاب ابی الخطاب والغلاة فقال لی یا مفضل لا تقاعدوهم ولا تواکلوهم ولا تشاربوهم ولا تصافحوهم ولا توارثوهم۔ (۱۹)

مفضل بن یزید سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے جبکہ ابوالخطاب کے ساتھیوں اور نصیریوں کا ذکر ہو رہا تھا مجھ سے فرمایا کہ اے مفضل نہ تم ان لوگوں کے پاس بیٹھو نہ ان کے ساتھ کھاؤ نہ پیو نہ ان سے مصافحہ کرو اور نہ ان کو میراث میں حصہ دو۔

اس حدیث کے بعد اگر کسی پر کسی شخص کی نصیریت ثابت ہوجائے اور پھر بھی وہ اس کا ساتھ دے تو محب اہلبیتؑ رہے گا یہ دشمن اہلبیتؑ؟؟

(۱۸)

عن ابی عبدالله قال سمعت یقول لعن الله المغیرہ بن سعید انه کان یکذب علیٰ ابی فاذا قه الله یکذب علیٰ ابی فاذا قه الله حر الحدید لعن الله من قال فینا ما لا نقوله فی انفسنا ولعن الله من از النا عن العبودیة لله الذی خلقنا و الیه مآبابنا و معادنا وبیده نواصینا۔ (۲۰)

راوی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا حضرت فرمارہے ہیں، خدا لعنت کرے مغیرہ بن سعید پر جس نے میرے باپ کی طرف غلط باتیں منسوب کیں خدا نے اسے واصل جہنم کیا۔ خدا لعنت کرے اس شخص پر جو ہماری طرف منسوب کرے ایسی چیزیں جو ہم نے نہیں کہی ہیں۔ خدا لعنت کرے ان پر جو ہمیں خدا کا نہ مانیں جس نے ہم کو پیدا کیا، جس کی طرف ہماری بازگشت ہے اور جس کے دست قدرت میں ہمارے مقدرات ہیں۔

(۱۹)

عن حنان بن سدیر عن ابیه قال: قالت لا بی عبدالله علیه السلام ان قوماً یزعمون انکم آلهة: یتلون علینا بذالك قرآناً: یاایها الرسل کلو امن طیبات واعملوا صالحاً انی بما تعملون "قال یاسدیر سمعی وبصری وشعری وبشری ولحمی ودمی من هولآء براء بری الله منهم ورسوله، ماهولآء علیٰ دینی ودین آبائی والله یجمعنی وایاهم یوم القیامة الا وهو علیهم ساخط۔ قال قلت: فما انتم جعلت فداك؟ قال: خزان علم الله وتراجمه وحی الله ونحن قوم معصومون، امرالله بطاعتنا ونهی عن معصیتنا، نحن الحجة البالغه علیٰ من دون السماء وفوق الارض۔ (۲۱)

حنان بن سدیر کہتے ہیں کہ میرے والد نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا، فرزند رسول لوگوں کا خیال یہ ہے کہ آپ حضرات خدا ہیں، اور ہم لوگوں پر قرآن کی یہ آیت پڑھتے ہیں (اے رسول پاک و پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے اچھے کام کرو (کیونکہ) تم جو کچھ بھی کرتے ہو اس سے میں بخوبی واقف ہوں) حضرتؑ نے فرمایا میرے کان اور بال، جلد، گوشت، خون اور تمام چیزیں ان لوگوں سے بری ہیں، ان کو ہمارے دین سے کوئی تعلق نہیں میدان محشر میں ہم اور تم ان لوگوں سے الگ ہوں گے اور خدا ان سے ناراض ہوگا میں نے عرض کیا فرزند رسولؐ پھر آپ حضرات کے متعلق ہم کو کیا عقیدہ رکھنا چاہئے؟ فرمایا ہم علوم الٰہی کے خزانے ہیں، وحی الٰہی کے ترجمان ہیں ہم کو معصوم سمجھو، خدا نے ہماری اطاعت اور پیروی کا تم کو حکم دیا ہے۔ اور ہماری مخالفت سے تم کو روکا ہے۔ زمین و آسمان کی تمام مخلوق پر ہم خدا کی حجت ہیں۔

ان احادیث سے آپ کو معلوم ہوا کہ ائمہ طاہرین علیہم السلام نے نصیریوں کی کیسی مخالفت کی ہے، اور امیر المؤمنینؑ نے تو ایسے لوگوں کو جلا کر خاک کر دیا ہے، اور پھر ان کا وجود نہ رہا لیکن افسوس ہے کہ:

بعض دشمنان ایمان و اہل بیت طاہرین علیہم السلام اس قسم کی روایتوں کے بعد اپنی طرف سے گمراہ کن ٹکڑے لگا دیتے ہیں معاذ اللہ علی علیہ السلام نے تو جلا کر خاک کر دیا اور خدا نے پھر ان کو زندہ کر دیا جو بالکل جھوٹ ہے خدا ایسے لوگوں پر اپنا عذاب نازل کرے اور مومنین کو گمراہی سے محفوظ رکھے۔ مؤمنین کو چاہئے کہ اگر کوئی شخص ایسی غلط چیزیں بیان کرے تو فوراً اس کو جھٹلائیں، اور اس سے یہ سوال کریں کہ امیر المؤمنینؑ کا جلا دینا خدا کی مرضی کے موافق تھا یا مخالف۔ اگر موافق تھا یعنی خدا بھی چاہتا تھا کہ جلا دئے جائیں تو پھر اس نے فعل علیؑ کے خلاف ان کو زندہ کیوں کیا۔ اور اگر یہ فعل امیر المؤمنینؑ خدا کی مرضی کے خلاف تھا جیسا کہ خدا نے اس کی ضد کی (یعنی دوبارہ زندہ کر دیا) تو نتیجہ یہ ہوا کہ معاذ اللہ امیر المؤمنینؑ مرضی الٰہی کے خلاف کام کیا کرتے تھے بہر حال بعد میں ان جلے ہوئے نصیریوں کا زندہ ہو جانا کسی کتاب میں نہیں ہے، اور ایسی غلط چیزیں بیان کرنے والا ملعون و کافر ہے جیسا کہ احادیث ائمہ طاہرینؑ سے ظاہر ہے۔

(۲۰)

وروی عن زراره انه قال: قلت للصادق علیه السلام ان رجلا من ولد عبدالله بن سبا یقول بالتفویض فقال قلت ان الله تبارك وتعالیٰ

خلق محمداً و علیا صلوات اللہ علیہما ففوض الامر الیہما فخلقاً ورزقاً وأماتاً وأحییاً فقال کذب عدواللہ اذ انصرفت الیہ فأتل علیہ ھٰذہٖ الآیۃ الّتی فی سورۃ الرعدأم جعلوا لِلّٰہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیہم قل اللہ خالق کل شیئٍ وھو الواحدالقہار ()فانصرفت الی الرجل فاخبرتہ فکانی القمۃ حجرااوقال فکانما خرس وقد فوض اللہ عزوجل الیٰ نبیہ امر دینہ فقال عزوجل وما آتاکم الرَّسولُ فَخُذواہُ وَماَ نَہاَکُمْ عَنْہُ فَانْتَہُوْ ا وقد فرض ذالک الیٰ و ائمۃ علیہم السلام ۔(۲۲)

زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے صادق آل محمد صلوات اللہ علیہم کی خدمت میں عرض کیا کہ عبداللہ بن سبا (اس کا ذکر حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں) کی اولاد میں ایک شخص تفویض کا قائل ہے امامؑ نے فرمایا تفویض سے اس کی مراد کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ کہتا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے صرف محمد مصطفی اور علی مرتضیٰ صلوات اللہ علیہما کو پیدا کیا ہے اور بس باقی تمام امور محمدؐ و علیؑ کے حوالے کردئے، پھر سب چیزوں کو انہیں دونوں نے پیدا کیا۔ یہی دونوں رزق دیتے ہیں، یہی دونوں موت وزندگی عطا کرتے ہیں۔ یہ سن کر امامؑ نے ارشاد فرمایا کہ وہ دشمن خدا جھوٹا ہے۔ اب جب تم پلٹ کر اس کے پاس جانا تو اس کے سامنے سورۂ رعد کی اس آیت کی تلاوت کرنا۔ ''ان لوگوں نے خدا کے کچھ شریک قرار دے رکھے ہیں، کیا انہوں نے خدا ہی کی سی مخلوق پیدا کی ہے جن کے سبب سے مخلوقات ان پر مشتبہ ہوگئی ہے، اور ان کی خدائی کے قائل ہوگئے؟ اے رسولؐ آپ کہہ دیجئے کہ خدا ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی یکتا اور سب پر غالب ہے۔'' (زرارہ کا بیان ہے) میں امامؑ کی خدمت سے اس غالی کے پاس گیا اور سارا ماجرا کہا تو ایسا ساکت ہوگیا کہ گویا میں نے اس کے لبوں پر مہر خموشی لگا دی (یا روایت میں ممکن ہے یہ ہو کہ جیسے وہ گونگا ہوگیا ہو) ہاں! یہ امر درست ہے کہ خداوند عالم نے اپنے دین کی تبلیغ اپنے رسول محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کی۔ جیسا کہ ارشاد احدیث ہے۔ وما اٰتکم ----- الخ یعنی محمد عربیؐ جو حکم بھی تم کو دیں اس کی تعمیل کرو اور جس بات سے تم کو روکیں اس سے کنارہ کش رہو۔ اور یہی امر میرے نیز تمام ائمہ اطہار علیہم السلام کے حوالے ہے۔

(۲۱)

عن الحسین بن الخالد عن ابی الحسن علی بن موسی الرضا علیہم السلام قال... من قال بالتشبیہ والجبر فھو کافر مشرک ونحن منہ براء فی الدنیا والآخر یا بن الخالد انما وضع الاخبار عنا فی التشبیہ والجبر الغلاۃ الذین صغروا عظمۃ اللہ تعالیٰ فمن احبہم فقد ابغضنا ومن ابغضہم فقد احبنا ومن والاھم فقد عاداناومن عاداھم فقد والا نا ومن وصلہم فقد قطعنا ومن قطعہم فقد وصلنا ومن قبلہم فقد ردنا ومن ردھم فقد قبلنا ومن احسن الیہم فقد فقد اساء الینا ومن اساء الیہم فقد احسن الینا ومن صدقہم فقد کذبنا ومن کذبہم فقد صدقنا ومن اعطاھم فقد حرمنا ومن حرمھم فقد اعطانا یا بن خالد من کان من شیعتنا فلا یتخذن منہم ولیاً ولا نصیراً ۔(۲۳)

حسین بن خالد نے امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امامؑ نے ارشاد فرمایا۔۔۔کہ جو شخص تشبیہ یا جبر کا قائل ہو وہ کافر اور مشرک ہے اور ہم اہلبیت دنیا اور آخرت سب میں اس سے الگ ہیں ۔ اے ابن خالد! ان نصیریوں نے جو خدا کی عظمت کو کم سمجھتے ہیں تشبیہ اور جبر کے ثبوت میں ہمارے نام سے کچھ حدیثیں بھی گڑھ لی ہیں۔ جس نے ان لوگوں سے خلوص برتا اس نے ہم سے کینہ رکھا، اور جس نے ان سے کینہ رکھا اس نے ہم سے خلوص برتا، جس نے ان سے دوستی کی اس نے ہم سے دشمنی

کی اور جس نے ان سے عداوت کی اس نے ہم سے دوستی کی، جو ان سے وابستہ ہوا، اس نے ہم سے علٰحدگی اختیار کی۔ اور جس نے ان سے قطع تعلق کیا ہم سے وابستہ ہوگیا، جس نے ان کا ساتھ دیا اس نے ہم کو چھوڑ دیا اور جس نے ان کو نہ مانا وہ ہم سے متمسک ہوا، جس نے ان کے ساتھ بھلائی کی اس نے ہمارے حق میں برا کیا اور جو ان کے ساتھ برائی سے پیش آیا اس نے ہمارے ساتھ بھلائی کی، اور جس نے ان کو سچا جانا اس نے ہم کو جھوٹا خیال کیا، اور جس نے ان کی تکذیب کی اس نے ہماری تصدیق کی، اور جس نے ان کو کچھ عطا کیا اس نے ہم کو محروم کیا اور جس نے ان کو محروم کیا اس نے ہم پر کرم کیا۔ اے ابن خالد جو شخص ہمارا شیعہ ہو اس پر لازم ہے کہ ان غالیوں میں سے نہ تو کسی کو اپنا دوست بنائے اور نہ مددگار۔

(۲۲)

عن الهروي قال: قلت للرضا عليه السلام يا بن رسول الله ماشيءٍ يحكيه منكم الناس قال وماهو؛ قلت يقولون انكم تدعون ان الناس لكم عبيد فقال، اللهم فاطر السمٰوات والارض، عالم الغيب والشهادة انت شاهد بأني لم اقل ذالك قط ولا سمعت احداً من آبائي عليهم السلام قال قط وانت العالم بما لنا من مظالم عند هٰذه الامة، وان هٰذه منها ثم اقبل على فقال. يا عبد السلام اذا كان الناس كلهم عبيدنا علىٰ ما حكوه عنا فمن تلنبهم ؛فقلت يا بن رسول الله صدقت ثم قال يا عبد السلام أمنكر انت ماأوجب الله عزوجل منامن الولاية كما ينكره غيرك؛ قلت: معاذالله بل انامقر بولايتكم (۲۴)

ہروی کہتے ہیں کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ فرزند رسولؐ! آپ کی طرف سے منسوب کر کے لوگ جو یہ بات بیان کر رہے ہیں اس کی اصلیت کیا ہے؟ امامؑ نے فرمایا کہو کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ تمام انسان آپ کے بندے ہیں۔ یہ سن کر امامؑ نے بارگاہ الٰہی میں یہ مناجات کی اے خدا اے آسمان وزمین پیدا کرنے والے، اے حاضر وغائب کے جاننے والے تو گواہ ہے کہ میں نے کبھی یہ نہیں کہا، اور نہ میں نے اپنے آبا واجداد میں سے کسی کے بارے میں سنا کہ کبھی کسی نے ایسی بات کہی ہو، خداوندا تو جانتا ہے کہ اس امت کے ہاتھوں کیا کیا ظلم و ستم ہم پر ہوئے ہیں، یہ بہتان بھی ہم پر ایک ظلم ہے۔ امام علیہ السلام نے اس کے بعد میری جانب ملتفت ہوکر فرمایا اے عبدالسلام اگر (بفرض حال) تمام انسان ہمارے بندے ہیں جیسا کہ لوگ ہماری طرف منسوب کر کے کہتے ہیں تو پھر ہم کس کی اطاعت کرتے ہیں؟ میں نے فوراً کہا کہ فرزند رسول آپ نے بالکل سچ فرمایا۔ اس کے بعد امامؑ نے فرمایا اے عبدالسلام کیا تم بھی غیروں کی طرح ہماری ولایت کے منکر ہو جو خدا نے واجب قرار دی ہے؟ میں نے جواب دیا معاذ اللہ (ایسا ہرگز نہیں) میں تو آپ کی محبت وولایت کو واجب سمجھتا ہوں۔

اس حدیث امامؑ سے بالکل واضح ہے کہ نصیری ہرگز محب اہلبیتؑ نہیں ہوسکتا ورنہ امامؑ عبدالسلام سے یہ نہ پوچھتے کیا تم بھی اوروں کی طرح ہماری ولایت کے منکر ہو۔ معلوم ہوا کہ جو شخص ائمہ طاہرینؑ کو خدا سمجھے وہ اہلبیتؑ کا دوست نہیں ہے بلکہ دشمن ہے۔

(۲۳)

عن ابي الهاشم الجعفري قال سئلت ابالحسن الرضا عليه السلام عن الغلاة والمفوضة، فقال الغلاة كفار والمفوضة مشركون من جالسهم او خالطهم اواكلهم او شاربهم او واصلهم او زوجهم او تزوج منهم اوآمنهم ائتمنهم على امانة او صدق حديثهم او اعانهم بشرط كلة خرج من ولا ية الله عزوجل وولا يتنا اهل البيت۔ (۲۵)

ابو ہاشم جعفری راوی ہیں کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے نصیریوں اور مفوضہ کے بارے میں دریافت کیا تو امامؑ نے ارشاد فرمایا نصیری کافر ہیں اور مفوضہ مشرک ہیں جو شخص ان کے پاس اٹھے بیٹھے یا میل جول رکھے یا ان کے ساتھ کھائے پیئے یا معاشرت رکھے یا اپنی لڑکیوں کا عقد ان کے ساتھ کرے یا ان کی لڑکیوں کا نکاح اپنے ساتھ کرے یا ان کو امین سمجھے یا کسی امانت میں بھی ان کو دیانت دار سمجھے یا ان کی بات کی تصدیق کرے یا ایک حرف سے بھی ان کی اعانت کرے تو وہ شخص دین خدا سے خارج اور ہم اہلبیتؑ کی محبت سے الگ ہے۔

قال الله یا أھل الْکتاب لاَ تَغْلُوْا دِینکم ولا تقولوا علی الله الا الحق (۲۶)

ارشاد رب العزت ہے کہ دین میں تم غلو نہ کرو اور خدا کے بارے میں جو کہو بس حق کہو۔

(۲۴)

عن الاصبغ بن نباته قال: قال امیر المؤمنین علیه السلام اللهم بری من الغلاة کبرأة عیسی بن مریمؑ من النصاریٰ اللهم أخذ لهم أبدا، ولا تنصر منهم أبدا۔ (۲۷)

جناب امیر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا میں ان نصیریوں سے اس طرح بے زار ہوں جس طرح عیسیٰؑ بن مریمؑ نصاریٰ سے نالاں تھے، خدایا تو ان کو ہمیشہ رسوا کرنا اور ان میں سے کسی کی مدد نہ کرنا۔

(۲۵)

وکان الرضا علیه السلام فی دعائه اللّٰهم انی أبرء الیك من الحول والقوة فلا حول ولا قوة الا بك، اللّٰهم انی ابرأ الیك من الذین ادعو لنا مالیس لنا بحق، اللّٰهم انی ابرأ الیك من الذین قالوا فینا ما نقله فی انفسنا. اللّٰهم لك الخلق ومنك الامر، وایاك نعبد وایاك نستعین، اللّٰهم انت خالقنا وخالق آبائنا الاولین، وآبائنا الآخرین، اللّٰهم لا تلیق الربوبیة الابك ولا تصلح الا لهیة الا لك فالعن النصاریٰ الذین صغروا عظمتك والعن المضاهئین لقولهم من بریتك اللّٰهم انا عبیدك وابناء عبیدك لا نملك لا نفسنا نفعاً ولا ضرّاً ولا موتاً ولا حیوٰةً ولا نشوراً اللّٰهم من زعم انا ارباب فنحن منه براء ومن زعم ان الینا الخلق والینا الرزق فنحن براء منه کبرائة عیسیٰ بن مریمؑ من نصاریٰ اللّٰهم انا لم ندعهم الیٰ مایزعمون فلا تواخذنا بما یقولون واغفرلنا ما یدعون ولا تدع علی الارض منهم دیاراً انك ان تذرهم یضلوا عبادك ولا یلدوا الا فاجراً کفاراً۔ (۲۸)

امام رضا علیہ السلام اپنی مناجات میں ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ میں بالذات کوئی قوت وطاقت نہیں ہے جو کچھ قوت وطاقت ہے وہ تیری دی ہوئی ہے، خداوندا میں پناہ مانگتا، اور تیرے سبب برأت کرتا ہوں ان لوگوں سے جو ہم کو ایسا سمجھتے ہیں جیسے ہم نہیں ہیں۔ خداوندا میں ان لوگوں سے بری ہوں جو ہمارے بارے میں ایسی بات کہتے ہیں جو ہم نے نہیں کہی۔

خداوندا تو ہی سب کا خالق ہے اور تو ہی سب کا رازق ہے اور ہم بس تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔ خداوندا تو ہی ہمارے آبا و اجداد کا خلق کرنے والا ہے۔ پالنے والے ربوبیت تیرے ہی لئے ہے۔ خدائی اور الوہیت کا تو ہی مستحق ہے، پالنے والے نصاریٰ پر لعنت کر جنھوں نے تیری عظمت کو گھٹانے کی کوشش کی، اور ان لوگوں پر لعنت کر جو تیری مخلوق کو تیرا مثل قرار دیتے ہیں۔

خداوندا ہم تیرے بندے ہیں اور تیرے بندوں کے بیٹے ہیں، خداوندا ہم اپنی طرف سے اپنے نفس کو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ نہ موت ہمارے اختیار میں ہے نہ زندگی اور نہ زندہ کرنا۔ (ملاحظہ فرمائیں حاشیہ میں) خداوندا جو ہم کو رب سمجھے تو ہم اس سے برأت کرتے ہیں۔ اور جو شخص ہمارے متعلق یہ

خیال کرے کہ ہم خالق یا رازق ہیں تو تو ہم ایسے شخص سے بھی برائت کرتے ہیں جس طرح عیسیٰ بن مریمؑ نے نصاریٰ سے برائت کی۔ خدایا نصیری جو کچھ ہمارے لئے سمجھتے ہیں ہم نے ان کو اس عقیدے کی طرف نہیں بلایا۔ خداوندا (نصیریوں) کے عقیدہ کا ہم سے مواخذہ نہ فرمانا خداوندا جو کچھ وہ ہم کو کہتے ہیں یہ ان کا فعل ہے تو ہم پر اپنا رحم و کرم رکھ۔

اور ان میں سے ایک کو بھی باقی نہ رکھ، اگر تو ان کو باقی رکھے گا تب بھی یہ تیرے بندوں کو بہکاتے رہیں گے اور ان کے یہاں جتنے بھی پیدا ہوں گے سب کافر و بدکار ہوں گے۔

امامؑ نے دعا کے آخر کلمات میں وہ کلمات ارشاد فرمائے جو جناب نوحؑ نے اپنی قوم کے ان کافروں کے لئے کہے تھے جن سے حضرت کو برابر تکالیف پہنچتی تھیں۔

''اور نوحؑ نے عرض کیا پروردگار! (ان کافروں میں سے روئے زمین پر کسی کو بسا ہوا نہ رہنے دے۔ کیونکہ اگر تو ان کو چھوڑ دے گا تو یہ (پھر) تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی اولاد بھی گنہگار اور کافر ہوگی۔'' (نوح ۲۶-۲۷)

اس سے معلوم ہوا کہ نصیریوں سے برابر ائمہ علیہم السلام کو تکلیفیں پہنچی تھیں۔

میں نے یہ تمام احادیث بحار الانوار سے نقل کی ہیں اگر چہ اس مطلب میں کثرت سے احادیث موجود ہیں مگر میں نے طول کے خیال سے اتنی ہی حدیثوں پر اکتفا کی ہے اور ہدایت طلب کرنے والوں کے لئے اتنی حدیثیں بہت کافی ہیں آخر میں علامہ مجلسیؒ کا فیصلہ بھی مختصر نقل کئے دیتا ہوں جو انہوں نے اپنا اعتقاد نصیریوں کے لئے ذکر فرمایا۔

اعتقاد علماء جس کو مجلسی علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے

اعتقادنا فی الغلاۃ والمفوضۃ انہم کفار باللہ جل جلالہ وانہم شر من الیہود والنصاریٰ والمجوس والقدریۃ والحروریۃ من جمیع اهل البدع والاھواء المضلۃ انہ ما صغر اللہ جل جلالہ تصغیرھم شئی وقال جل جلالہ: مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ اللهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِن دون اللہ ولکن کونوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ(۷۹) وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَن تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ(۸۰)۔ وقال عز وجل يَاأَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللهِ إِلَّا الْحَقَّ(۲۹)۔

نصیریوں اور مفوضہ کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ دونوں فرقے بلا شک و شبہ کافر ہیں اور یہ لوگ یہودیوں، نصرانیوں، مجوسیوں فرقہ قدریہ، جماعت حروریہ غرض تمام گمراہ کن خواہش پرستوں اور بدعتی لوگوں سے بدتر ہیں ان گمراہوں کے برابر تو (معاذ اللہ) کسی نے بھی خدائے بزرگ و برتر کی توہین نہیں کی خداوند عالم کا ارشاد ہے:

''کسی آدمی کو زیبا نہیں ہے کہ خدا تو اسے اپنی کتاب اور حکمت اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے یہ کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ تم اللہ والے بن جاؤ کیونکہ تم تو ہمیشہ کتاب خدا دوسروں کو پڑھاتے رہتے ہو، اور وہ تم سے کبھی یہ نہیں کہے گا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا بنالو، بھلا ایسا ہوسکتا ہے کہ وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد وہ تم کو کفر کا حکم دے دے۔ اور خدا فرماتا ہے دین میں غلو نہ کرو اور خدا کے حق کے لئے حق کے خلاف نہ کہو۔''

آخر میں یہ بھی عرض کر دوں کہ محمد بن نصیر کے متعلق جو کچھ مشہور ہے کہ امیر المؤمنینؑ نے اس کو قتل کیا اور زندہ کیا اور ستر مرتبہ ایسا ہی کیا یہاں تک کہ خدا نے فرمایا یا علیؑ اس کو چھوڑ دو یہ تمہارا بندہ سہی۔ کہیں بھی کتب معتبرہ میں اس کا وجود نہیں، معلوم ہوتا ہے یہ گڑھی ہوئی چیز ہے اس لئے کہ خلاف عقل و نقل ہے جس کو ارباب فہم اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں اور میں پہلے ہی لکھ

چکا ہوں کہ ایسی غلط چیزیں بہت مشہور کردی گئی ہیں ۔ چنانچہ گولکنڈہ ضلع چتور جو خاص مؤمنین کی بستی ہے اور بحمد اللہ وہاں عزاداری بہت کامیاب طریقے پر ہوتی ہے، وہاں کے ایک بزرگ نے مجھ سے ایک ذمہ دار ہستی کی طرف سے نقل کیا کہ جس زمانے میں ، میں عراق میں تھا اس وقت نجف اشرف میں نصیریوں کا ایک بڑا غراٹا تھا (غراٹا وہاں کی ایک اصطلاح ہے یعنی ہجوم و کثرت) علماء نجف نے نصیریوں کو حرم امیر المؤمنینؑ میں آنے سے منع کیا اور وہ روک دیے گئے تیسرے روز اس وقت کے اعلم نے امیر المؤمنینؑ کو خواب میں محزون دیکھا تو گھبرا کر سبب حزن دریافت کیا تو (معاذ اللہ) حضرت نے فرمایا آج تین روز سے ہماری زیارت نہیں ہوئی اس وقت ان اعلم نے اجازت دی اور پھر نصیری زیارت کے لئے آزاد ہو گئے۔

میں نے ان بزرگ سے عرض کیا بالکل غلط اور مکر و فریب ہے اگر ایسا ہوتا تو دنیا بھر میں یہ چیز مشہور ہو جاتی اور نصیریوں کی تعداد آج عراق میں بہت زائد ہوتی۔ حالانکہ وہاں ان کا پتہ بھی نہیں ہے بہر حال اس قسم کی چیزیں مؤمنین کو گمراہ کرنے کے لئے بہت مشہور کر دی گئی ہیں خداوند کریم ایسے گمراہ پروپیگنڈے سے مؤمنین کو محفوظ رکھے۔ ❁❁❁

حواشی

۱۔سورۂ آل عمران۔۷۹۔۸۰
۲۔سورہ رعد۔۱۶
۳۔(بحارالانوار ج ۲۵۔کتاب المناقب)
۴۔(بحارالانوار ج ۲۵۔قرب الاسناد)
۵۔(بحارالانوار ج ۲۵۔امالی شیخ طوسیؒ)
۶۔(الخصال للشیخ الصدوقؒ)
۷۔(عیون اخبار الرّضا للشیخ الصدوقؒ، ج ۱، بحارالانوار ۲۵)
۸۔(مناقب شہر آشوب ج ۱،ص ۲۲۶۔۲۲۷، بحارالانوار ج ۲۵ باب نفی الغلو)
۹۔(بحارالانوار ج ۲۵، رجال الکشی ج ۱)
۱۰۔(رجال الکشی، بحارالانوار ج ۲۵)
۱۱۔(رجال الکشی، بحارالانوار۔ج ۲۵ باب نفی الغلو فی النبی والائمہؑ)
۱۲۔(رجال الکشی، للشیخ الطوسیؒ، بحارالانوار، ج ۲۵)
۱۳۔(امالی الشیخ الطوسیؒ ۸۴۸ ۱۳/ ۱۲)
۱۴۔(الخصال، للشیخ الصدوقؒ)
۱۵۔(بحارالانوار ج ۷۶، امالی الشیخ طوسیؒ)
۱۶۔بحارالانوار، ج ۲۵، رجال الکشی
۱۷۔(رجال الکشی، بحارالانوار ج ۲۵)
۱۸۔(رجال الکشی، بحارالانوار ج ۲۵)
۱۹۔(رجال الکشی، بحارالانوار ج ۲۵)
۲۰۔(بحارالانوار ج ۲۵، رجال الکشی)
۲۱۔(رجال الکشی۔۱۹۸۔۱۹۷)
۲۲۔(الاعتقادات فی دین الامامیہ للشیخ الصدوق)
۲۳۔(التوحید۔الشیخ الصدوق، باب نفی الجبر والتفویض)
۲۴۔(عیون الاخبار الرضاؑ، باب نفی الغلو فی النبی والآئمہؑ)
۲۵۔(عیون الاخبار امام الرّضا، للشیخ الصدوق ج ۱)
۲۶۔(النساء۔۱۷۱)
۲۷۔(اعتقادات فی دین الامامیہ۔الشیخ الصدوقؒ)
۲۸۔(الاعتقادات فی دین الامامیہ، للشیخ الصدوق، بحارالانوار ج ۲۵ فی بیان التفویض)
۲۹۔(الاعتقادات فی دین الامامیہ، للشیخ لصدوق)

عبداللہ بن سبا:

عامہ مسلمین کی بہت کم کتابیں ایسی ہوں گی کہ جن میں 'عبداللہ بن سبا کا ذکر نہ ہوا ہوگا، اس کو اس طرح پیش کیا گیا ہے کہ یہ ایک چہرہ ہے جو کہ اپنی مختلف اشکال میں نمودار ہوا ہے وہ ایسا شخص ہے جس نے لوگوں کو شرک اور الحاد کی دعوت دی ہے، اور اپنے افکار سے یہودیت کا دفاع کیا، اور جامعہ اسلامیہ میں اس کا منشاء اپنے افکار باطلہ سے انتشار پیدا کرنا تھا، اور صحابہ کو گمراہ کہنے میں زیادتی کرنا، اس کو حضرت عثمان کے زمانے میں شورشوں کے محرک کی حیثیت سے بھی

پہچانا جاتا ہے جس کا انجام حضرت عثمان کا قتل ہے اور اس کے بعد ہونے والی تمام جنگوں اور فتنوں کی نسبت بھی اسی کی طرف دی جاتی ہے ۔ جس کے بعد ہزاروں اصحاب اور تابعین قتل ہوئے ۔ اس کے علاوہ شیعوں کے بیشتر اصول اور عقائد جیسے عقیدۂ رجعت کی نسبت بھی اسی کی طرف دی جاتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ عبداللہ بن سبا کو مؤسس مذہب شیعہ کی حیثیت دی جاتی ہے تاکہ مذہب شیعہ کا چہرہ اس کی طرف نسبت دے کر مکروہ کیا جاسکے۔

اس لئے یہ لازم ہے کہ اس معاملہ میں تفحص اور جستجو کی جائے کہ آیا عبداللہ بن سبا کی کوئی حقیقت ہے بھی یا محض ایک اختراع ہے آیا ان تمام فتنوں میں اس کا ہاتھ ہے، کیا حقیقت میں وہ مؤسس مذہب شیعہ ہے؟ اور مذہب شیعہ سے اس کا کیا ربط ہے؟ حد یہ ہے کہ سبائی کہہ کر اور ملک یمن کی طرف اس کو نسبت دے کر بالواسطہ اور بلاواسطہ طور پر برگزیدہ صحابی رسول حضرت عمار یاسرؓ تک کو عبداللہ بن سبا بناڈالا اور اس موضوع پر بہت کچھ لکھا گیا۔ کیونکہ عمارؓ یاسر کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ ولایت علیؑ سے سرشار تھے۔

طبری اور دیگر مؤرخین نے طبری سے نقل کیا ہے کہ :

''زمانہ خلافت عثمان میں ایک یہودی عبداللہ بن سبا کے نام سے صنعا (یمن) کا رہنے والا تھا اور اس نے اسلام قبول کیا، اور اس نے اپنے افکار کا بلاد اسلامی جیسے کوفہ، شام، مصر اور بصرہ میں رواج کیا وہ رجعت پیغمبرؐ اسلام جس طرح حضرت عیسیٰؑ کی رجعت ہے کا معتقد تھا۔ اور یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ ہر پیغمبر کے لئے ایک جانشین ہے اور علی علیہ السلام جانشین اور خاتم الاوصیا ہیں۔ حضرت عثمان اس وصی کے حق کے غاصب تھے اور ان پر ظلم کیا تھا۔ اس بنا پر امت اسلام میں قیام کیا اور عثمان کی خلافت کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور حکومت حضرت علی علیہ السلام کے لئے واگزار کرائی ۔ اس گروہ میں اصحاب جیسے ابوذرؓ، عمارؓ، یاسرؓ، محمد بن ابی حذیفہ، عبدالرحمن بن عدیس، محمد بن ابی بکر، صعصہ بن صوحان عبدی، مالک اشتر وغیرہ اس کے فریب میں آگئے اور اس تحریک کے نتیجہ میں اس جماعت نے خلیفہ وقت کے خلاف شورش برپا کی اور ان کو قتل کردیا۔ حتیٰ کہ یہی گروہ جمل اور صفین میں بنیادی طور پر دخالت کرتا رہا۔''(۱)

شیعوں کو عبداللہ بن سبا کی طرف منسوب کرنے کی تہمت:

جس طرح قبلاً اشارہ کیا جاچکا ہے کہ اس جعلی قضیہ کا ہدف شیعوں پر یہ تہمت لگانا ہے کہ اس فرقہ (شیعہ) کا مؤسس اصلاً یہودی ہے اس نے اپنے افکار کو نشر کرکے نہ صرف جامعہ اسلامی میں ایک فرقہ ایجاد کیا ہے، بلکہ اسلام میں یہودی افکار کے نشر کرنے کا سبب بھی بنا ہے۔ جن افراد نے یہ تہمت لگائی ہے اور شرمناک باتیں شیعوں کی طرف منسوب کی ہیں ان میں درج ذیل افراد ہیں:

۱۔ ابوالحسن ملطی :۔ کا کہنا ہے کہ فرقہ شیعہ کا زعیم عبداللہ بن سبا ہے اور وہ شخص ہے جو یہودیوں سے ربط رکھتا تھا۔ اور وہ پہلا شخص ہے جس نے جامعہ اسلامی میں شیعت کا پہلا بیج بویا تھا۔ اور آج تک جامعہ اسلامی اس کے وار کا شکار ہے۔(۲)

۲۔ ڈاکٹر علی شامی نشار:۔ کہتے ہیں یہودی (عبداللہ بن سبا) مؤسس عقیدۂ شیعہ غالی ہے۔(۳)

۳۔ محمد ابوزہرہ:۔ کہتے ہیں طاغوت اکبر عبداللہ بن سبا کہ جس نے لوگوں کو علیؑ کی ولایت اور وصایت کی دعوت دی ہے اور پیغمبر اسلامؐ کی رجعت کا معتقد تھا، اس فتنہ کے سائے میں مذہب شیعہ پروان چڑھا۔(۴)

۴۔ احسان الٰہی ظہیر:۔ نے لکھا ہے دین امامیہ اور مذہب اثناعشری کی بنیاد اس بنیاد پر ہے جو یہود جنایت کاروں نے عبداللہ بن سبا کے توسط سے وضع کی ہے۔(۵)

(۵) ڈاکٹر ناصر بن علی قفاری:۔ کا کہنا ہے عقیدۂ شیعہ کا پیش خیمہ اور اس کے اصول سبائیوں کے ہاتھوں سے ظہور میں آئے۔(۶)

عبداللہ بن سبا کے بارے میں مؤرخین کے اقوال:

ڈاکٹر ہویمل کہتا ہے: خصوصی طور پر عبداللہ بن سبا کے لئے قابل بحث یہ موارد ہیں:

(۱) اسلامی مؤرخین کے نقطہ نظر سے جو نظریات اس کے (عبداللہ بن سبا) وجود کے ثبوت میں ملتے ہیں اس نے فتنوں کو ہوا دی ہے۔

(۲) متاخرین شیعہ کی نظر میں اس کے وجود کا انکار ہے، اور کلی طور پر یہی مناسب ہے۔

(۳) متوسط اور معتدل نظریہ جو اس کے وجود کے اثبات میں ہے مگر اس کی فعالیت کا فتنوں کے زمانے میں انکار کرتا ہے، اور یہ وہ نظریہ ہے جس سے ہم نظر بچا کر نکل سکتے ہیں۔(۷)

لیکن نظریات کی تقسیم کے اعتبار سے دیگر کہتے ہیں کہ کچھ اس کے وجود کی تائید میں ہیں اور بعض شک کرتے ہیں اور باقی دیگر اس کے وجود کے منکر ہیں۔

(الف) عبداللہ بن سبا کے وجود کی تائید کرنے والے

وہ لوگ جو کہ عبداللہ بن سبا کی شخصیت کو ایک حقیقت جانتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے گہرے اثرات قتل حضرت عثمان جنگ جمل اور جنگ صفین کی صورت میں عبارت ہیں۔

(۱) حسن ابراہیم (تاریخ اسلام السیاسی، ج ص ۳۵۸)

(۲) احمد امین مصری (فجر الاسلام ص ۲۶۹)

(۳) احمد شبلی (موسسہ تاریخ الاسلامی، ج ۱ ص ۶۲۷)

(۴) عباس محمود عقاد (عبقریہ عثمان)

(۵) ابوالحسن ملطی (التنبیہ والرد علی الاہواء والبدع ص ۲۵)

(۶) ڈاکٹر علی السامی المنشار (نشاۃ الفکر الفلسفی فی الاسلام ج ۲ ص ۱۸/)

(۷) محمد ابوزہرہ (المذاہب الاسلامیہ ص ۴۶)

(۸) احسان الٰہی ظہیر (الشیعہ والسنہ ص ۲۴)

(۹) ڈاکٹر قفاری (اصول المذاہب الشیعہ، ج ۱ ص ۷۸)

(ب) عبداللہ بن سبا کے وجود میں شک کرنے والے:

۱۔ ڈاکٹر طہ حسین مصری عبداللہ بن سبا کے بارے میں لکھتے ہیں:

میرے گمان میں عبداللہ بن سبا کے موضوع پر جنہوں نے سب سے زیادہ روشنی ڈالی ہے۔ انہوں نے خود پر اور تاریخ پر بہت زیادہ اسراف کیا ہے۔

سب سے پہلا اشکال جس سے سامنا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ان اہم مصادر تاریخ اور حدیث میں عبداللہ بن سبا کا ذکر نہیں دیکھا ہے۔ طبقات بن سعد، انساب الاشراف، بلاذری اور دیگر تاریخی مصادر میں کہیں اس کا ذکر نہیں ہے۔ فقط طبری نے سیف بن عمر سے اس قضیہ کو نقل کیا ہے اور دیگر مؤرخین نے اس (طبری) سے نقل کیا ہے۔(۸)

آخر میں ڈاکٹر طہ حسین کہتے ہیں۔ اس بات کا قوی گمان ہے کہ شیعوں کے دشمنوں نے بنی امیہ اور بنی عباس کے زمانے میں امر عبداللہ بن سبا میں مبالغہ کیا اور عثمان کے زمانے میں جن حوادث کا اتفاق ہوا ہے ان کو اسلام کے خلاف تصور کیا ہے۔ اور دوسری طرف سے حضرت علیؑ اور ان کے شیعوں کے دامن کو داغ دار کیا ہے اور اس تناظر میں عقائد شیعہ کو ایک یہودی کی طرف نسبت دی ہے اور اس کو مسلمانوں پر وار کرنے والی شخصیت کی حیثیت سے انتخاب کیا ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑی ناروا تہمت شیعوں کے دشمنوں نے شیعوں پر لگائی ہے۔(۹)

۲۔ محمد عمارہ:۔ اپنی کتاب میں کہتے ہیں فقط ایک روایت عبداللہ بن سبا کے موضوع میں اشارتاً بیان ہوئی ہے، جو اس کا تنہا مصدر ہے اور اسی سے دوسرے مؤرخین نے نقل کیا ہے۔(۱۰)

(۳) حسین بن فرحان مالکی: وہ ڈاکٹر سلمان عورہ کی رد میں کہتے ہیں، اس نے گمان کیا کہ میں وجود عبداللہ بن سبا کا مطلق انکار کروں گا۔ البتہ یہ ادعا نہیں کرتا ہوں بلکہ مجلہ ریاض اور مقالات سابق میں اشارہ کیا ہے کہ میں عبداللہ بن سبا کے وجود کے بارے میں مطلق توقف کئے ہوئے ہوں۔ مگر حضرت عثمانؓ کے زمانے میں اٹھنے والے فتنہ سے اس کی موقعیت کا

مطلق انکار کرتا ہوں۔(۱۱)

(ج) عبداللہ بن سبا کے وجود کے منکرین:

بہت سے دیگر مؤرخین عبداللہ بن سبا کے وجود کا مطلق انکار کرتے ہیں، اس قضیہ کے نتیجہ میں اس کے خدوخال اور اس کی موقعیت رد کئے جانے کے قابل ہے اس کے وجود کے انکار کرنے والے بعض مؤرخین میں سے چند اہم نام یہ ہیں۔

۱۔محمد عبدالحیٰ شعبانی (صدر الاسلام والدولہ الاسلامیہ)

۲۔ہشام جعیط (جدلیہ الدین والسیاسیہ فی الاسلام والمبکر ص ۷۵)

(۳) احمد لواسانی (نظرات فی تاریخ الادب، ص ۳۱۸)

(۴) سید مرتضیٰ عسکری (عبداللہ بن سبا و اساطیر اخریٰ)

(۵) ابراہیم محمود (ائمہ وسحرہ عن مسیلمہ الکذاب وبوعبداللہ بن سبا، ص ۱۹۲)

(۶) ڈاکٹر عبدالعزیز ہلابی (عبداللہ بن سبا دراسہ للروایات التاریخیہ، ص ۱۷۱)

(۷) احمد عباس صالح مصری (الیمین والیسار فی الاسلام، ص ۱۹۵)

(۸) ڈاکٹر علی وردی (وعاظ السلاطین، ص ۲۷۴)

(۹) ڈاکٹر شبی (الصلہ بین التصوف والتشیع ج ۱ ص ۹۸)

عبداللہ بن سبا کے بارے میں نتیجہ بحث:

جو کچھ عبداللہ بن سبا اور گروہ سبائیوں کے بارے میں کہا گیا ہے کچھ اس میں صحیح اور باقی سب غلط۔ جو کچھ حقیقت ہے وہ یہ ہے کہ ایک شخص جس کا نام عبداللہ بن سبا تھا اس نے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں غلو کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ نعوذ باللہ تعالیٰ وہ خدا ہیں اور میں ان کا نبی ہوں یہ موضوع قابل انکار نہیں ہے اہلبیت علیہم السلام کی روایات میں عبداللہ بن سبا کے وجود کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب بھی عبداللہ بن سبا کا مجھ کو خیال آتا ہے میرے جسم کے تمام روئیں کھڑے ہوجاتے۔ اس نے ایک عظیم امر کا دعویٰ کیا تھا۔ خدا اس پر لعنت کرے خدا کی قسم علی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ایک صالح بندے تھے، ان کو جتنی کرامتیں ملیں تھیں اس کا سبب اللہ اور رسولؐ کی اطاعت تھی۔(۱۲)

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن سبا نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اس کا یہ گمان تھا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام خدا ہیں، خداوند عالم کی ذات ان سب سے بلند ہے۔(۱۳)

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں خدا لعنت کرے عبداللہ بن سبا پر اس نے امیر المؤمنین علیہ السلام کے بارے میں ربوبیت کا دعویٰ کیا ہے۔ خدا کی قسم امیر المؤمنین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ایک مطیع بندے تھے۔

صرف اتنا ہی ذکر عبداللہ بن سبا کا ملتا ہے باقی مؤرخین کے بیانات اور آرا سے ظاہر ہے کہ فرضی اور جعل ہے۔ اور اس کا مذہب شیعہ سے کہیں کا بھی واسطہ نہیں ہے بلکہ اس کے بیانات سے اور معصومینؑ کے کلام سے اتنا علم ہوتا ہے کہ وہ شیعوں کا دشمن تھا۔ اور وہ عبداللہ بن سبا وہ تھا جس کو امیر المؤمنینؑ نے آگ میں جلوادیا تھا۔ اور امیر المؤمنین علیہ السلام کی شہادت کے بعد جس عبداللہ بن سبا کو قتل حضرت عثمان کے دوران ہونے والے فتنوں میں شریک بتایا جاتا ہے اس کی تاریخی حیثیت ثابت نہیں ہے۔

(۱) تاریخ طبری ج ۳، ص ۳۷۸، کامل بن اثیر

(۲) التنبیہ والرد علیٰ اہل الاہواء والبدع، ص ۲۵

(۳) المذاہب الاسلامیہ ص ۴۶/

(۴) الشیعہ والسنہ، ص ۲۴

(۵) اصول مذہب الشیعہ، ج ۱ ص ۷۸

(۶) صحیفۃ الریاض

(۷) الفتنہ الکبریٰ، ص ۱۳۲

(۸) ایضاً

(۹) الخلافۃ ونشأۃ الاحزاب الاسلامیہ، ص ۱۵۱

(۱۰) صحیفۃ الریاض

(۱۱) رجال الکشی، ج ۱ ص ۳۲۳

(۱۲) ایضاً

عقائد شیعہ میں معصومین علیہم السلام کا مقام:

شیعوں کے عقائد میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور

ائمہ معصومین علیہم السلام کی ولایت تکوینی کا عقیدہ ایک لازمی جزو ہے اس لحاظ سے غالی اور مفوضہ شیعوں کے قریب آجاتے ہیں اور وہابی شیعوں کو برا کہتے ہیں۔

مذہب اہلبیتؑ کے نقطہ نظر سے معصومین علیہم السلام کی ولایت تکوینی جس میں انبیاؑء، حضرت زہراؑ اور بارہ امام شامل ہیں ثابت ہے۔

ولایت تکوینی سے مراد یہ ہے کائنات کا اختیار ان ذوات مقدسہ کے پاس ہے اور یہ حضرات عالم ہست و بود میں اختیار رکھتے ہیں۔ اور کسی بھی چیز پر حق تصرف رکھتے ہیں۔

البتہ ان کی قدرت تصرف عالم تکوینی میں ولایت تکوینی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہی کے تابع ہے اور امر الٰہی پر موقوف ہے۔ یعنی اسی طریقہ پر جس طرح اللہ نے تمام انسانوں کو ان کے اختیاری افعال میں قدرت عطا فرمائی ہے اور جس طرح ہم اپنے افعال اختیاری انجام دیتے ہیں۔ مگر بغیر مرضی الٰہی ہم کوئی کام انجام نہیں دے سکتے ہیں۔

اسی طرح معصومینؑ کو اللہ تعالیٰ نے قدرت و طاقت عطا فرمائی ہے کہ عالم ہست و بود میں حق تصرف رکھتے ہیں اگر اللہ نہ چاہے تو حق تصرف نہیں رکھ سکتے، یعنی یہ حق ودیعت کردۂ الٰہی ہے۔

چوں کہ یہ اختیار و قوت ان ذوات مقدسہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا ہے۔ اور ان کی قدرت خداوند عالم کی قدرت کے تابع اللہ کے حکم سے ہے، اس لئے یہ اعتقاد شرک کے زمرہ میں نہیں آتا ہے۔ بلکہ شرک اس حساب میں آتا ہے کہ جب یہ بات غلط سمجھ میں آئے کہ کوئی ان کی قدرت و طاقت کو جو اللہ کی طرف سے انہیں عطا کی گئی شرک یا غلو میں، خود ان کی قدرت و طاقت تصور کرے۔ اور ان کو اللہ تصور کرے۔

غلو اس موارد کو پیدا کرتا ہے کہ انسان کسی غیر اللہ کو خدا کا مقام یا درجہ دے۔ یہ غلو شرک کے حساب میں شمار ہوتا ہے کیوں کہ ہم قدرت انبیاؑء اور معصومینؑ علیہم السلام کو اللہ کی طرف سے بخشش و احسان سمجھتے ہیں اور اس کے لئے قرآن وسنت سے بھی استفادہ کرتے ہیں یہ بات نہ شرک کے زمرہ میں آتی ہے اور نہ غلو کے اور جو شیعوں کے اس عقیدے کو شرک یا غلو میں حساب کرتا ہے وہ قرآن سے مقابلہ کرتا ہے۔ تمام معجزات اور کرامات جو کہ انبیاؑء اور اولیاء کرام علیہم السلام سے ظاہر ہوئے ہیں قرآن میں اس کے شواہد موجود ہیں۔ ان کے ولایت تکوینی کے باب میں ان کی قدرت اور ان کا حق تصرف امر الٰہی ہے اور باذن اللہ ہے۔

خداوند عالم حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت آصف برخیا کی داستان میں ارشاد فرماتا ہے:

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ لِیَبْلُوَنِیْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ۔ (سورہ النمل۔ ۴۰)

''(اس پر بھی سلیمانؑ کچھ کہنے نہ پائے تھے کہ وہ شخص (آصف بن برخیا جس کے پاس کتاب (خدا) کا کسی قدر علم تھا بولا کہ میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے تخت کو آپ کے پاس حاضر کئے دیتا ہوں بس اتنے ہی میں وہ آگیا۔ تو جب سلیمانؑ نے اسے اپنے پاس موجود پایا تو کہنے لگے یہ صرف میرے پروردگار کا فضل و کرم ہے تاکہ وہ میرا امتحان لے کہ میں اس کا شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں۔ اور جو کوئی شکر کرتا ہے تو وہ اپنی بھلائی کے لئے ہی شکر کرتا ہے اور جو شخص ناشکری کرتا ہے تو (یاد رکھئے) کہ میرا پروردگار یقیناً بے پروا اور سخی ہے۔''

اس آیہ مبارکہ کے بارے میں مشہور ہے کہ خداوند عالم نے حضرت آصف بن برخیا کو جو حضرت سلیمانؑ کے وزیر اور جانشین تھے ان کو یہ طاقت عطا فرمائی تھی کہ ایک پلک جھپکنے سے کم وقت میں وہ تخت ملکہ بلقیس کا شہر سبا (فلسطین) سے لاکر حاضر کردیں گے بغیر کسی مادی وسیلہ کے۔

اور دوسری آیت میں ارشاد ہوا۔ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَیْثُ اَصَابَ(۳۶) وَالشَّیٰطِیْنَ

كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ (۳۷) وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ (سورہ ص)

''تو ہم نے ہوا کو ان کا (سلیمانؑ کا) تابع کر دیا کہ جہاں وہ پہنچنا چاہتے تھے ان کے حکم کے مطابق دھیمی چال چلتی تھی، اور (اسی طرح) جتنے شیاطین (دیو) عمارت بنانے والے اور غواص (غوطہ خور) تھے سب کو (ان کا تابع کر دیا) اور اس کے علاوہ دیوں کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔''

یہ آیت بھی جناب سلیمانؑ کی ولایت تکوینی کے بارے میں اعلان کر رہی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کے بارے میں خداوند عالم کا ارشاد ہے۔

وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (سورہ آل عمران ۴۹)

''(اس کو) بنی اسرائیل کا رسول قرار دے گا (اور وہ ان سے یوں کہے گا) میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے (اپنی نبوت کی) یہ نشانیاں لے کر آیا ہوں کہ میں گندھی ہوئی مٹی سے ایک پرندہ بناؤں گا، پھر اس پر (کچھ) دم کروں گا تو وہ خدا کے حکم سے اڑنے لگے گا اور میں ہی خدا کے حکم سے مادرزاد اندھے کوڑھی کو اچھا کروں گا، اور مردوں کو زندہ کروں گا، اور جو کچھ تم کھاتے ہو اور اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو میں (سب) تم کو بتا دوں گا۔ اگر تم ایماندار ہو تو بے شک تمہارے لئے ان باتوں میں (میری نبوت کی) بڑی نشانی ہے۔''

وقتی ولایت تکوینی انبیاءؑ علیہم السلام کی قرآن سے ثابت ہے۔ اور حضور سرور کائناتؐ کی ولایت بھی ثابت ہے جب کہ آپ افضل انبیاء اور اشرف المخلوقات ہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ کمالات فاضل کے لئے تو ثابت ہوں اور افضل کے لئے ثابت نہ ہوں۔ اسی طرح معجزات جیسے شق القمر، اور آپ کے دست مبارک پر سنگریزوں کا تسبیح پڑھنا، اور آپ کی نبوت کی گواہی کے لئے جمادات کی شہادت اور دوسرے موارد جو کہ کتب تاریخ و حدیث میں منقول ہوئے ہیں ثابت ہے۔ اور یہ سب سے بڑی دلیلیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اثبات میں ہیں ائمہ ھدیٰ علیہم السلام کے لئے متواتر کتب واحادیث و تاریخ میں معجزات اور کرامات موجود ہیں۔ اور خود سب سے بڑی دلیل مریضوں کی شفایابی اور مشکلات کا حل ہیں جو کہ ارواح معصومین علیہم السلام کے توسل سے مؤمنین کو نصیب ہوتی ہیں۔

ممکن ہے کہ ولایت کے مخالفین یہ کہیں کہ خداوند تعالیٰ یہ فرماتا ہے:

قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (اعراف ۱۸۸)

''(اے رسول) کہہ دو کہ میں خود اپنا آپ تو اختیار رکھتا ہی نہیں ہوں نہ نفع نہ ضرر کا مگر وہی جو خدا چاہے اور اگر (بغیر خدا کے بتائے) غیب کو جانتا ہوتا تو یقیناً میں اپنا بہت سا فائدہ کر لیتا، اور مجھے کبھی کوئی تکلیف بھی نہیں پہنچتی میں صرف ایماندار لوگوں کو (عذاب سے) ڈرانے والا اور (بہشت کی) خوشخبری دینے والا ہوں۔''

کیا یہ آیت اس بات کی صراحت کرتی ہے کہ پیغمبرؐ خدا کوئی کام بغیر خدا کی مرضی سے انجام نہیں دے سکتے تھے اور نہ کسی کو نفع اور نقصان پہنچا سکتے تھے، وہ فقط بشارت دینے والے اور عذاب سے ڈرانے والے تھے بس!؟

جواب میں یہ عرض ہے کہ اگر اس آیت میں غور کیا جائے تو اسی میں مطلب واضح ہو جائے گا خداوند عالم فرماتا ہے یعنی اگر خدا نہ چاہے تو کوئی بھی طاقت اس کائنات میں ایسی نہیں ہے جو کچھ انجام دے سکے ـــــ کہہ دو ـــ مگر وہی جو خدا چاہے

۔۔۔یعنی بغیر اللہ کی طاقت کے کوئی طاقت نہیں، لیکن یہ آیہ مبارکہ اس مطلب کی، کہ اگر کوئی کسی کام کو خدا کی طاقت کے ذریعہ انجام دیتا ہے، اس کی نفی نہیں کر رہی ہے۔

اس طرح کوئی بھی اللہ کی مرضی اس کے ارادے اور اختیار کے بغیر کسی کام کو انجام نہیں دے سکتا۔ لیکن خداوند عالم نے اپنے بعض بندوں کو کسی کام کو انجام دینے کی قدرت عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ قبل کی آیات میں حضرت سلیمان اور حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں اس امر کی وضاحت فرمادی ہے اسی طرح دیگر آیات حضرت موسیٰ اور انبیاءؑ علیہم السلام کے بارے میں قرآن میں موجود ہیں۔ جو اس موضوع بحث کو ثابت کرتی ہیں۔

اہلسنت کے عالم ابن تیمیہ معجزات اور کرامات علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں اپنی کتاب کرامت الاولیاء میں کہتے ہیں:

والکتب المصنفه فی کرامات الاولیاء واخبارهم مثل مافی کتاب الزهد لامام احمد و حلیة الولیاء وصفوة الصفوة و کرامات الاولیاء لابی محمد الخلال وابن ابی الدنیا واللالکائی فیها من الکرامات عن بعض اتباع ابی بکر و عمر کا لعلاء بن حضرمی نائب ابی بکر وابی المسلم الخراسانی تعض اتباعهما وبی الصهباء وعامر بن عبد قیس وغیر هٰولآءِ ممن علیؑ اعظم منه۔

اولیاء کی کرامات اور ان کے حالات پر لکھی ہوئی کتابیں جیسے امام احمد کی کتاب زہد اور حلیۃ الاولیاء اور صفوۃ الصفوۃ اور کرامات اولیاء، ابی محمد خلال، ابن ابی الدنیا اور لالکائی کی تصنیف کردہ ہیں جس میں ابوبکر اور عمر کی پیروی کرنے والوں کی کرامات ہیں جیسے علاء بن حضرمی جو کہ ابوبکر کے نائب تھے، اور ابومسلم خراسانی اور بعض ان لوگوں کے معتقدین، اور ابی الصفہاء اور عامر بن عبد قیس اور ان کے علاوہ دیگر کی بھی کرامات درج ہیں۔ مگر حضرت علیؑ کا رتبہ ان سے عظیم ہے۔

تفویض (Deliver) کے معنی ہیں سونپ دینا اور اہل تفویض یہ کہتے ہیں کہ پروردگار نے دنیا کو خلق کیا ہے اور بعد میں اس کے سیاہ وسفید کا مالک محمد مصطفیٰؐ اور ائمہ معصومین علیہم السلام کو قرار دے دیا ہے مذہب شیعہ کے نقطہ نظر سے تفویض صحیح نہیں ہے بلکہ باطل ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے مَا مِنۡ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا زمین پر چلنے والا کوئی بھی جاندار ایسا نہیں ہے جس کی زمام اس کے (اللہ کے) ہاتھ میں نہ ہو (ہود۔۵۶) لَهُ الۡخَلۡقُ وَالۡاَمۡرُ سب کے سب اسی کے حکم کے تابعدار ہیں (اعراف۔۵۴) اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی یہ قدرت نہیں رکھتا کہ کوئی چیز خلق کر سکے اور کسی کو عدم سے وجود میں لاسکے بغیر اذن خدا۔

تفویض اگر پیغمبر کے لئے ثابت ہے جتنی مراجع تقلید فرماتے ہیں امور تشریعی میں یعنی جیسے تشریع غسل جمعہ یہ صرف پیغمبرؐ کے لئے ہے امامؑ کے لئے نہیں۔

سوالات اور اس کے جوابات

آخر میں آیۃ اللہ ناصر الملۃ السید ناصر حسین اعلی اللہ مقامہ صاحب عبقات الانوار سے پوچھے گئے سوالات کے جوابات بھی ہدیہ ناظرین کرنا چاہتا ہوں جو کہ انجمن رفیق الایمان 'منصور نگر' لکھنؤ کے زیر اہتمام تقریباً سو سال قبل شائع ہونے والے ماہنامہ مجلّہ ''العوارف'' میں شائع ہوتے تھے جس کے ایڈیٹر میرے جد امجد ''فاضل جلیل مولانا سید احمد نواب الرضوی اعلی اللہ مقامہ تھے۔ اس ماہنامہ مجلہ میں بہت مفید مضامین شائع ہوتے تھے اور مضامین کے شروع میں ''باب المسائل'' کے عنوان کے تحت علماء سے استفسار کئے گئے سوالات کے جوابات ہوتے تھے۔ ''نصیریوں'' کے تعلق سے پوچھا گیا سوال اور معصومینؑ کے اختیارات کے متعلق سوالات کے جواب ملاحظہ فرمائیں۔

السوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قوم نصیری جو جناب امیر علیہ السلام کو خدا سمجھتی ہے اور مشہور یہ امر ہے کہ جو امر مشکل طلب کرتے ہیں وہ ان کو حاصل ہوجاتا ہے،

مثلاً وہ لڑکے کو پہاڑ کے اوپر سے گرادیتے ہیں اور زندہ رہتا ہے اور دریا سے مچھلی ان حضرات کا نام لے کر مانگتے ہیں فوراً پاتے ہیں، دریافت طلب یہ امر ہے کہ ان کا حصول مطلب منجانب خدا ہے یا کوئی اسرار ہے اور شیطان کو بجز وسواس کے اور قدرت بھی حاصل ہے جس سے کسی قسم کا مال اور کوئی اور چیز بھی حاصل ہو؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب:۔ حصول ہر امر مشکل کا نصیریوں کے لئے بھی ہرگز مسلم اہل ایمان نہیں ہے اور عوام میں اکثر بے اصل باتیں متعلق نصیریوں کے لئے مشہور ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں پائی جاتی اور زندہ رہنا بعض اطفال غلاۃ کا بعد گرادینے کے اگر محقق ہوتو وہ بسبب اس تقدیر الٰہی کے ہوگا جو متعلق ہر بشر کی عمر سے ہے نہ اس وجہ سے کہ مذہب غلاۃ حق ہے، اور یہ نہیں ہوسکتا کہ خداوند عالم ان کے کلمہ کفر سے ایک طفل بے گناہ کو جس کی اجل نہیں آئی مار ڈالے۔ اور ماہی کا دریا سے مل جانا اگر ثابت ہو تو از قبیل ان امور سے ہوگا جو علم شعبدہ اور نیرنجات اور استخدام وغیرہ سے حاصل ہوتی ہے، اور شیطان بنا بر اقوال کے علاوہ وسوسہ کے بعض اور امور پر بھی قدرت رکھتا ہے مثل اس کے اپنے تئیں کسی صورت خاص میں ظاہر کرے لیکن جو امور متعلق خلق و تدبیر خداوند عالم کے ہیں ان میں اس کا کچھ دخل نہیں ہے بالاتفاق۔ واللہ الاعلم۔ (ناصر حسین عفی عنہ بقلمہ)

(شائع شوال المکرم ۱۳۲۷ء ہجری ماہنامہ العوارف لکھنؤ)

السوال:۔ زید یہ عقیدہ بوجہ غلو رکھتا ہے کہ جناب امام حسینؑ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بوجہ بعض صفات اشرف و افضل ہیں، پس زید اہل اسلام سے قرار پاوے گا یا مرتد قرار پاوے گا یا مرتد کہلاوے گا یا صرف عاصی ہوگا، اس امر سے اس کو توبہ کرنا لازم ہوگا؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب:۔ ایسا عقیدۂ باطل مخرج از اسلام ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک الاعتقاد واللہ العاصم۔

السوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شیعہ گنہگار مر گیا جو مجلس امامؑ ہمیشہ برپا کرتا تھا اور مصیبت امامؑ پر روتا تھا اور پنجتن کو دوست رکھتا تھا ایسی حالت میں ضرور ہے کہ شخص متوفی بمدد و بعوض ثواب گریہ، فشار قبر اور عذاب عالم برزخ سے نجات پاوے کیونکہ ثواب گریہ ایسا ہے کہ جس کی شرح نہیں ہوسکتی ہے اور اس کے عوض میں جنت اس پر واجب کی ہے تب خداوند عالم ایسے شخص کو ضرور اپنی مہربانی اور رحمت سے عذاب مذکورہ سے ضرور نجات دے گا۔ اور جب ایسا گریہ کہ جو بالکل خفیف سا ہو اس کے عوض میں جنت ہے اور ہمیشہ عذاب دوزخ سے بری ہے تو ضرور ہے کہ ایسی رحمت بے پایاں کی حالت میں بعد وفات بے دغدغہ اس سے بری رہے اور گناہ اس کے بخش دئے جاویں۔

الجواب:۔ آخرت فضل خداوند عالم سے ضرور شخص مذکورہ بعد موت بخش دیا جاوے گا اور عذاب برزخ و عذاب آخرت سے محفوظ رہے گا، لیکن ہر مومن کو باز آنا معصیت سے اور توبہ کرنا قبل موت ضرور ہے، اور ترک توبہ کا اور اصرار معصیت پر اس خیال سے کہ گریہ نجات کے لئے کافی ہوگا کسی طرح جائز نہیں۔ واللہ اعلم۔

السوال: مجلس عزائے جناب امام حسین علیہ السلام میں راگنی سے سوز پڑھنا ثواب ہے یا عذاب؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب: سوز اس طرح پڑھنا کہ اس کی آواز کو عرف میں آواز گانے کی کہیں، باعث عذاب عظیم ہے۔ واللہ الاعلم

(ناصر حسین عفی عنہ)

(شائع محرم وصفر ۱۳۲۹ھ، ماہنامہ العوارف لکھنؤ)

السوال:۔ آیا حضرات معصومین علیہم السلام کے اجساد مطہرہ میں بھی سایہ نہ تھا اور ان کے فضلات بھی کوئی نہ دیکھ سکتا تھا اور انہیں بھی علم منطق الطیر اور حاجت روائی خلائق پر قدرت حاصل تھی۔

الجواب:۔ وباللہ التوفیق: احادیث عدیدہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرات ائمہ علیہم السلام کے لئے بھی ظل (سایہ) نہ تھا اور ان کے فضلات کو بھی زمین بلع (نگل) کر جاتی تھی، اور یہ بھی ثابت ہے کہ وہ حضرات منطق الطیر وحیوانات کے عالم تھے۔ اور جملہ خلق خدا اپنے حوائج میں ان سے رجوع کرتی تھی اور یہ بھی

متحقق ہے کہ جو اختیارات اور معجزات جناب رسالت مآبؐ کو حاصل تھے وہ سب حضرات معصومینؑ کو بھی ملے تھے، اور اگر چہ احادیث اس باب میں بکثرت وارد ہیں، مگر یہاں صرف ایک حدیث پر اکتفا کی جاتی ہے۔

بصائر الدرجات صفار رحمۃ اللہ اور کتاب الخرائج راوندی علیہ الرحمہ میں منقول ہے کہ ابوحمزہ ثمالی نے جناب امام زین العابدینؑ سے جب دریافت کیا کہ **الائمۃ یحیون الموتیٰ ویبرؤن الاکمہ والابرص ویمشون علی الماء** (آیا ائمہ مردوں کو زندہ اور کور مادر زاد اور مبروص کو اچھا کر سکتے، اور پانی پر چل سکتے ہیں) تو ان حضرات نے جواباً ارشاد فرمایا: **ما اعطی اللہ نبیاً شیئاً الا وقد اعطاہ محمداً واعطاہ مالم یکن عندھم فکل ما کان عند رسول اللہ فقد اعطاہ امیر المؤمنینؑ ثم الحسنؑ ثم الحسینؑ ثم من بعد کل امام الیٰ یوم القیامہ مع الزیادۃ التی تحدث فی کل سنۃ وفی کل شھر ای واللہ وفی کل ساعۃ**۔ (یعنی جو شئے خداوند عالم نے کسی نبی کو عطا فرمائی وہ یقینا جناب رسالت مآبؐ کو بھی عطا فرمائی اور وہ چیزیں بھی حضرت کو عنایت فرمائیں جو ان انبیاءؑ کے پاس نہ تھیں پھر جو کچھ رسولؐ کے پاس تھا وہ سب امیر المؤمنین کو عطا فرمایا پھر امام حسنؑ کو پھر امام حسینؑ کو مع اس زیادتی کے جو حادث ہوتی ہے۔ ہر سال اور ہر مہینہ میں بلکہ قسم بخدا ہر ساعت میں) بالجملہ مساوات ائمہؑ کی جناب رسالت مآب کے جملہ عطایا و مواہب الٰہیہ میں ماسوا خصائص و مستثنیات کے محل ارتیاب نہیں ہے۔ واللہ العالم۔

(ناصر حسین عفی عنہ)

[شائع ذی الحجۃ الحرام ۲۹ ۱۳ھ ہجری، ماہنامہ العوارف لکھنؤ]

(صفحہ ۲۴؍ کا بقیہ نگارشات.............)

میں نکلنا ممنوع۔ مجالس میں زیادہ وقت صرف ہونا ممنوع، ماتم، سینہ زنی وغیرہ ممنوع، شبیہیں نکالنا ممنوع۔

یہ سب کچھ ملکی خودداری کے خلاف، عربی الفاظ زبان میں رہیں ملکی خودداری کے خلاف ہے عربی نام رکھے جائیں، ملکی خودداری کے خلاف، عربیت کا ذرا بھی نام و نشان ملکی خودداری کے خلاف، مگر ایرانیوں کا لباس مغربی ہوجائے، طرز معاشرت مغربی ہوجائے، اوضاع واطوار مغربی ہوجائیں تو وہ ملکی خودداری کے ہرگز خلاف نہیں ہے اور ملکی ترقی کے لئے زیادہ سے زیادہ ضروری ہے۔

یادرہنا چاہئے کہ اس وقت ایران میں صرف قدامت اور تجدد کا سوال نہیں ہے داڑھی رکھنے اور نہ رکھنے کا سوال نہیں ہے۔ پردہ اور بے پردگی کا سوال نہیں بلکہ اس سے بہت اہم سوال ہے جسے ہم آج نہیں بلکہ دس برس قبل سے جانتے ہیں اور سمجھتے رہے ہیں اور آج بھی سمجھتے ہیں۔

اب ہمیں ایران کو اپنا ایران کہتے ہوئے شرم آتی ہے اور خجالت محسوس ہوتی ہے۔ خدا کرے جو لوگ ایران کے ساتھ اب بھی نیک گمان رکھتے ہیں۔ ان کے خیالات صحیح ثابت ہوں اور ہمارے غلط۔

حسینؑ بن علیؑ کی ذات نے ایران کے ساتھ جو سلوک کیا تھا اسے اگر ایرانی یادرکھیں تو ایران میں ہزار تجدد کارفرما ہوجائے اور نئی روشنی کا دور دورہ ہو مگر حسینیت کو ایران میں زندہ رہنا چاہئے مگر افسوس کہ آج حسینؑ بن علیؑ کا احسان بھلایا جارہا ہے اور معلوم نہیں اس کے بعد اس کی یاد کبھی تازہ ہوگی یا نہیں۔ والسلام۔

[ماخوذ از اخبار سرفراز، لکھنؤ محرم نمبر ۱۳۵۵ھ]

❁❁❁